Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۲ بابت ۳۰ر شوال ۱۳۵۳ سنہ ھ — قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۵ر فروری سنہ ۱۹۳۵ء جلد ۳۴

فہرست مضامین

زار روس کی حالتِ زار	۳۷ / ۵۲	چوہدری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب افریقہ
تحریف بائیبل	۵۳ / ۶۲	مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری (جامعہ احمدیہ)
قرآن مجید کے آیات و سور کے باہمی ربط و نظم پر نظر نمبر ۹	۶۳ / ۶۹	مولانا عبد اللطیف صاحب خانپوری
مسلمانوں کی موجودہ حالت پر تبصرہ	۷۰ / ۷۵	ماخوذ
سندھ میں اسلامی حکومت	۷۶	

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت سلسلہ معتمدین و امرا جماعت ہائے احمدیہ

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضورؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جب جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے۔ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہی اغراض کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سولے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

اب خیال فرمائیے کہ جب ان ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض ملی تھا کہ ریویو کیلئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہٖ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس میں آپ سے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں سعی بلیغ فرماکر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید خریدار مہیا فرمائیں تاکہ اردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے۔ ورنہ رسالہ جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آیندہ محال ہو جائیگا۔

خاکسار منیجر و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ احمدؐ قادیان

ماہ فروری کا رسالہ سالانہ چندہ وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جا رہا ہے وصول فرمائیں اور جن صاحبان نے سنہ ۱۹۳۴ء کا چندہ ابھی تک ادا نہیں فرمایا وہ بھی توجہ کریں۔ اور توسیع اشاعت کے لئے سب بھائی کوشش فرماکر اللہ سے اجر پائیں۔

(منیجر ریویو اردو۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زارِ روس کی حالتِ زار

(نمبر ۲)
(جنوری سے آگے)

راسپوٹین کا زارینہ پر اثر

اس راہب کا نام راسپوٹین تھا۔ اور اس کی زندگی عجیب طور پر پُراسرار تھی۔ دورانِ جنگ میں فوج کی ساری کمان عملاً اس کے ہاتھ میں تھی۔ زارینہ اس کے پنجے میں بُری طرح پھنسی ہوئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ راسپوٹین مسمریزم کا عامل تھا۔ اور علم توجہ کے اثر سے اس نے زارینہ کو اپنی مرضی کے تابع کیا ہُوا تھا۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ زارینہ بہت وہمی تھی۔ طبیعت کمزور تھی۔ مزاج ہسٹیریا والا تھا۔ دل کو صدمہ تھا۔ اور ولیعہد کی صحت اور سلامتی کا اس کو سخت غم لاحق تھا۔ اس لئے اس کی توجہ دعا اور مذہب کی طرف زیادہ ہوگئی۔ تا وہ فقراء کی دعا اور برکت سے اپنے مقاصد کو حاصل کرسکے۔ بیچاری میں اس قدر ایمان اور چشم بصیرت تو تھی نہیں کہ خدا رسیدہ اور ٹھگ فقیروں میں تمیز کرسکے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ غرض مند اندھا ہوتا ہے پس وہ جھوٹے فقیروں کی خود ساختہ روحانیت کا شکار ہوگئی۔ زارینہ کو راسپوٹین کی قبولیت دعا اور شفاء کے معجزات پر بہت یقین تھا۔ چنانچہ جب کبھی زار وِش (ولیعہد) کو جریانِ خون کا دورہ ہوتا۔ فوراً اس کو بلاکر دعا کرواتی۔ اور چند لمحوں میں بچے کی حالت بہتر ہوجاتی۔ ان معجزات کو دیکھ کر وہ راسپوٹین کی ولایت اور صداقت پر دل و جان سے لٹّو ہوگئی۔ اور سارا روس مل کر بھی اس کے ایمان اور یقین کو متزلزل نہ کرسکا۔

علاج بذریعہ دعا اور علم توجہ میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ راسپوٹین کرسچن سائنٹسٹ (Christian Scientist) تھا۔ اس فرقہ کے لوگ کثرت سے یورپ اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ جو علمِ توجہ اور مسمرازم سے لوگوں کا علاج کرتے ہیں اور اس کی وجہ اپنی روحانیت اور عیسائیت کی صداقت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس قسم کے معجزات کو کسی شخص کی روحانیت یا مذہب کی صداقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ہر مذہب کے لوگ خواہ وہ ہندو ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا عیسائی۔ مسلمان صوفی ہوں یا موسائی۔ اس قسم کے کرشمے دکھاتے پھرتے ہیں۔ پھر یہ ان لوگوں کے ذاتی روحانی کمال کا بھی ثبوت نہیں۔ کیونکہ اکثر ان میں سے ٹھگ۔ بے دین اور گندے ہوتے ہیں۔ نہ ہی یہ ان لوگوں کے تعلق باللہ کا ثبوت ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت شافی کا معجزہ تو دکھا لیتے ہیں مگر باقی صفات حسنہ مثلاً علم۔ خلق۔ قدوسیت۔ مالکیت وغیرہ کا اظہار نہیں کر سکتے۔

زارینہ کا غالب خیال تھا۔ کہ راسپوٹین کو خدا نے رُوس کی نجات کے لئے مامور کیا ہے۔ حالانکہ وہ معمولی کسان تھا۔ مگر اس کا مسمرک اثر کمزور طبع زارینہ پر بہت تھا۔ وہ یہ سمجھتی تھی کہ یہ اُن مقدس ہستیوں میں سے ہے جن کی ہر ایک دعا خدا سُنتا ہے۔ ان دنوں روس کا ملک نیم ایشیائی طرز پر تھا۔ اور وہاں ایشیائی ممالک کی طرح فقراء۔ درویش اور راہب عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اوائل میں پادریوں نے اس شخص کی مخالفت نہ کی۔ بلکہ وہ خوش تھے۔ کہ اعلیٰ امراء اور شاہی خاندان کا طبقہ شاید اس وجہ سے مذہب سے زیادہ مانوس ہو جائے اور ہم اپنی کھوئی ہوئی دینی ریاست کو دوبارہ قائم کر سکیں۔

جب زارینہ کا بچہ راسپوٹین کی دعا (توجہ) سے صحت یاب ہوتا رہا۔ تو اس نے اعلان کر دیا۔ کہ یہ اس زمانہ کا مسیح ہے۔ مگر راہب کو اپنی اصل حقیقت خوب معلوم تھی۔ زارینہ پر تو اس کا داؤ چل گیا۔ کیونکہ عورت اور پھر غرض مند اور مغموم عورت طبعاً زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے۔ اور تعریض خارجی کا جلد شکار ہو جاتی ہے۔ مگر زار پر اس کا چنداں اثر نہ تھا۔ اسلئے اس کو خوب معلوم تھا۔ کہ جب تک زار پر اپنی روحانیت کا سکہ نہ جمالوں محل میں ٹکنا مشکل ہوگا۔ پس اس نے "من تراحاجی بگویم تو مرا ملا بگو" پر عمل شروع کر دیا۔ اور زار کو ایک بزرگ روحانی ہستی ظاہر کرنے لگا۔ اور کہدیا۔ کہ اس زمانہ میں صرف نکولس ہی ہے۔ جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے ممسوح کیا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس کو مسیح بنا دیا گیا۔ زار پہلے ہی شہرت اور غلبہ کا خواہشمند تھا۔ اس نے بھی سمجھ لیا۔ کہ مَیں سچ مچ خدا کا برگزیدہ اور مرسل ہوں۔ چنانچہ شہزادی کیتھرین رازی دل لکھتی ہے کہ نکولس اپنے آپکو خدا کے عطر سے (God's Annointed) ممسوح یا مسیح، کہا کرتا تھا۔

(زار کی مسیحیت کا اعلان)

زارینہ کی ذہنیت کے متعلق اس کی ایک لونڈی نے بھی شاہی خاندان کے قتل کے بعد سوویٹ کمیشن کے سامنے ایک بیان دیا تھا۔ جس میں اس نے بتایا کہ زارینہ بہت کمزور طبع تھی مخالفت برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ اپنے آپکو غلطی سے بالا اور منزہ عن الخطا جانتی تھی۔ اس کا صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اصول تھا کہ جو میری بات کی تائید نہ کر سکے وہ محل سے الگ ہو جائے۔ جنگِ عظیم کے دنوں میں زارینہ تمام جنگی اسرار راسپوٹین کو بتاتی رہی اور اس سے فوجی پالیسی اور کمان وغیرہ کے متعلق مشورہ لیتی رہی۔ اور عموماً اس کی بات ہی مانتی تھی۔

راسپوٹین کے گرد ٹھگوں کا گروہ

راسپوٹین کے شفا کے معجزات نے اس کو بہت با اثر بنا دیا۔ چنانچہ زارینہ اس کے ادنیٰ اشارے پر غلاموں کی طرح حکم بجالاتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی اہل غرض ٹھگ۔ راسپوٹین کے پاؤں چوم کر اپنی مرادیں پوری کروانے لگے۔ اور راہب کے گرد جرمن ایجنٹوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ جو حکومت کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھاتا رہا۔ روسی انقلاب اور حکومت کی تباہی کا ایک یہ بھی سبب تھا۔

لوگوں کو زارینہ سے سخت نفرت ہو گئی۔ مگر وہ کھلم کھلا اس کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ پس وہ راسپوٹین کی آڑ میں زارینہ کی مخالفت کرنے لگے۔ ظالم زارینہ کی غلط پالیسی سے جنگ کے دنوں میں لاکھوں روسی بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہ گئیں۔ مگر اس نے راسپوٹین کا ساتھ نہ چھوڑا۔ چنانچہ سیاسی فضاء اس حد تک مکدر ہو چکی تھی۔ کہ اگر جنگ نہ ہوتی تو بھی روس میں بغاوت ضرور ہو کر رہتی۔ بعض مدبرین کا خیال ہے کہ جنگِ عظیم روسی بغاوت اور انقلاب کا موجب تھا۔ بلکہ جنگ نے تو اس انقلاب کو اور پیچھے ڈال دیا۔ کیونکہ جنگ کے دوران میں لوگوں نے زار کے مظالم کو بھلا کر پھر حبُ الوطنی کا جذبہ اپنے قلوب میں پیدا کر لیا تھا۔ مگر روسی انقلاب جنگِ عظیم سے قبل نہ ہوا اور نہ ہی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وحی الٰہی میں اسی طرح مقدر تھا۔

رؤساء کی گندی حالت

جنگ سے قبل روس کے رؤساء کی حالت بھی سخت گندی تھی۔ اکثر عیش و عشرت میں مشغول تھے۔ راتیں تھیٹروں اور عورتوں کا گانا سننے اور ناچ دیکھنے میں گذارتے تھے۔ دن کو تاش اور گپ بازی کرتے تھے۔ کبھی کوئی رفاہِ عام یا اصلاح اور فلاح و بہبودی کا ذکر ان کی زبانوں پر نہ ہوتا تھا۔ لوگوں کو زارینہ سے سخت نفرت ہو گئی۔ وہ اس کو ایک غیر ملکی ڈائن خیال کرتے تھے۔ جنگ سے قبل زار کے خلاف لوگوں کو اس قدر بغض اور عداوت تھی کہ مدبرین کا خیال ہے کہ اگر جنگ نہ ہوتی تو بھی لوگ زار کو معزول کرنے کو تیار تھے۔ چنانچہ اس امر کا اظہار علانیہ شروع بھی ہو گیا تھا۔ تمام شہزادے بھی زار کے سخت مخالف تھے۔ اور راسپوٹین کی محل میں موجودگی سے ان کو بہت قلق ہوتا تھا۔ اس ظلم اور تعدی کا جو زارینہ کی طرف سے عرصہ سے جاری تھا۔ پہلا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شہزادہ یوسوپاف نے راسپوٹین کو دھوکہ سے دعوت پر بلا کر پستول سے مار دیا۔ پہلے اسکو زہریلی شراب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیک دیئے گئے مگر وہ بچ گیا۔ آخر گولی سے ہلاک کرکے اس کی نعش کو برف کے ڈھیر میں چھپا دیا۔ انہی

راسپوٹین کا قتل ایام میں یہ بھی تجویز تھی۔ کہ زار کو معزول کرکے قید کر دیا جائے۔ اور زارینہ کو کسی ہیکل میں نظر بند کرے۔ اس کے بیٹے کو ریجنسی قائم کرکے تخت پر بٹھا دیا جائے مگر کسی کو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

لوگوں کا خیال تھا کہ راسپوٹین کے قتل سے زارینہ مرعوب ہوکر ظلم چھوڑ دیگی مگر اس کا نتیجہ بالکل برعکس ہُوا۔ بجائے مرعوب ہونے کے زارینہ اور بھی غضبناک ہوگئی۔ اس نے زار کو کہلوا کر پرنس یوسوپاف کو نظر بند کروا دیا۔ اور دوسرے ڈیوک کو جو ساتھ شامل تھا۔ ایران میں جلا وطن کروا دیا۔ اور راسپوٹین کی نعش کو نکلوا کر اس کو عزت اور احترام سے دفن کروایا اور اس پر خوبصورت مزار بنوا دیا۔ یہ تھا زارینہ کے اس جھوٹے نبی کا عبرتناک انجام۔ جس کے متعلق اس کو گمان تھا کہ یہ 'مسیح' ہے اور رُوسی کسانوں کی نجات کے لئے مبعوث ہُوا ہے۔ رُوس کے اکثر مدبّرین کا خیال ہے کہ راسپوٹین کا اس طرح دھوکے سے قتل نہ صرف اکرامِ ضیف کے اصول کے خلاف بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی ایک اہم غلطی تھی۔ جیسا کہ واقعات نے بعد میں ثابت کر دیا۔

زاروں کے خاندان کی سہ صد سالہ جوبلی ۱۹۱۲ء میں روس میں بڑی شان کے ساتھ رومانو خاندان (یہ زار کے خاندان کا نام ہے) کی سہ صد سالہ جوبلی منائی گئی اور بہت وسیع پیمانے پر خوشی اور شادمانی کے انتظامات کیئے گئے۔ لوگوں کو توقع تھی کہ اس مبارک موقع پر ہمارے محزون قلوب اور مجروح سینوں کی مرہم پٹی کی جائیگی۔ مگر نادان زار نے اس موقع پر بھی کوئی رفاہِ عام کا کام نہ کیا۔ نہ کسی سیاسی قیدی کو رہا کیا۔ نہ کوئی اصلاحات ملک میں نافذ کیں۔ نہ کسی سکول۔ ہسپتال یا یتیم خانہ کو کوئی عطیہ دیا۔ اگر کچھ کیا۔ تو یہ کہ آخر ملکہ کے کہنے پر چند چوروں ڈاکوؤں اور خائن لوگوں کو قید سے رہائی دے دی۔ مگر افسوس ان درجنوں بے گناہ سیاسی قیدیوں میں سے جو کسی اخلاقی جُرم کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض ملک کی بہتری کے لئے آواز اُٹھانے کے جُرم میں۔ سائیبیریا کے جنگلوں میں قید تھے۔ اور جن میں بڑے بڑے قابل اور معزز ترین وزراء اور سیاست دان بھی تھے۔ ایک کو بھی قید سے رہا نہ کیا۔ یہ تھی زار کے عفو اور اس کی سیاست دانی اور دُور اندیشی کی تباہ کن حالت۔ جس نے اس کو ذلت و رسوائی کی موت چکھائی۔ ہاں ایک اور اصلاح کا کام یہ کیا۔ کہ پریس پر سے بعض پابندیاں اُٹھا دیں۔

زار کی غلط فہمی رعایا کے متعلق زار کو ایک شدید غلط فہمی یہ تھی۔ کہ لوگ ہم کو بہت چاہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اس کا یہ خیال تھا کہ کسان اور مزدور طبقہ ہم پر دل و جان سے فدا ہے۔ صرف رؤساء اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے مخالف ہیں۔ حالانکہ یہ شدید غلط فہمی اور خوش فہمی تھی۔ جس میں زار مرتے دم تک مبتلا رہا۔ کیونکہ واقعات یہ تھے کہ کسان اور مزدور ہی اس کے سخت مخالف اور نالاں تھے۔ مگر زار کو صحیح حالات سے مطلع نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ پروٹوپوپاف "وزیر اُمور داخلہ" زار کو جعلی تاریں لوگوں کی اطاعت کی بھجوایا کرتا تھا۔ جن کو پڑھ کر وہ بہت خوش ہوتا تھا۔ کہ لوگ میرے عہد میں بہت خوشحال ہیں۔

ان دنوں زاریتہ لوگوں سے بہت کم ملتی تھی۔ کیونکہ اس کو بچے کی بیماری کا فکر ہردم رہتا تھا۔ آہستہ آہستہ تمام دوست اور خیر خواہ زار سے بھی الگ ہو گئے۔ صرف ایک شخص تھا۔ جس نے آخر دم تک وفاداری کی اور قید میں بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ اور وہ ولیعہد کا اتالیق یعنی مسٹر گلی ارڈ (M. Gilliard) تھا۔ جو فرانسیسی قوم سے تھا۔ اس نے زار روس کے قید خانہ کی ذلتوں اور مصائب کے حالات بڑے دردناک پیرائے میں لکھے ہیں۔

زار کی ناپاک خواہش سینٹ صوفیہ کی مسجد کے متعلق

۱۹۱۲ء میں جب ترکوں اور بلقان کی جنگ ہوئی۔ تو پھر زار روس کو ترکوں سے دیرینہ عداوت کا بدلہ لینے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس کے قلب پر یہ ناپاک خواہش پھر موجزن ہوئی کہ اب کے میں سینٹ صوفیہ کی مسجد پر ضرور کراس نصب کروا دوں۔ چنانچہ اس نے راسپوٹین سے مشورہ کیا۔ اور اس کی اجازت سے بلگاریہ کی مدد ترکوں کے خلاف شروع کر دی۔ مگر اب کے بھی زار کی ناپاک خواہش پوری نہ ہو سکی۔

نکولس میں عقل اور فراست بہت کم تھی۔ گو ضابطہ کی پیروی کے خیال سے وزراء تمام سرکاری رپورٹیں اس کے حضور پیش کرتے تھے اور یہ ان پر نظر بھی مارتا تھا مگر وہ رپورٹوں کو سمجھ نہ سکتا تھا۔ ۱۹۱۴ء کے شروع میں عیسائی راہب راسپوٹین اپنے وطن سائبیریا کی طرف گیا۔ اور وہاں اس پر ایک دیہاتی عورت نے جس کو اس نے ایک دفعہ اغوا کیا تھا۔ چاقو سے حملہ کیا۔ مگر یہ دغاباز جھوٹا نبی بچ گیا۔ چنانچہ ابھی وہ زخم کی وجہ سے علیل ہی تھا۔ کہ اس کی غیر حاضری میں جنگ شروع ہو گئی۔ (یعنی اگست ۱۹۱۴ء میں جبکہ جنگ یورپ شروع ہوئی) شہزادی کیتھرائن کا خیال ہے کہ اگر اگست میں راسپوٹین زار کے پاس ہوتا۔ تو وہ اس کو جنگِ عظیم میں کبھی شامل نہ ہونے دیتا۔ مگر خدا کی شان وہ اسوقت اپنے وطن میں تھا۔ جنگ کے شروع ہوتے ہی۔ دارالخلافہ پیٹروگراڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں عام ہڑتال ہو گئی۔ اُنہی دنوں میں فرنچ پریذیڈنٹ روس میں آیا۔ اور روسیوں کو جرمنی کے خلاف جنگ کے لئے ترغیب دی۔ رؤسا چاہتے تھے کہ راسپوٹین کی واپسی سے قبل زار جنگ کے اعلان کی منظوری دیدے۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ راسپوٹین کی مرضی کے خلاف زار کبھی جنگ میں شامل نہ ہو گا۔ ان کو یہ بھی معلوم تھا۔ کہ جنگ کے بغیر زاروں کا خاتمہ مشکل سے ہو گا۔ اس کے برخلاف زار زارینہ اور راسپوٹین مطلق العنان حکومت قائم رکھنا چاہتے تھے۔ مگر رؤسا اور تمام مدبّرین چاہتے تھے۔ کہ ملک میں اصلاحات نافذ کر کے ڈوما (DUMA) (اسمبلی) قائم کر دی جائے۔ تاکہ پندرہ کروڑ مخلوق خدا کی آواز کی نمائندگی ہو سکے۔ کسان اور مزدور طبقہ ہڑتال اور بغاوت کے خواہاں تھے تاکہ لُوٹ مار کا موقع مل سکے۔ روس اس قسم کی متضاد آرزوؤں میں مبتلا تھا۔ کہ اچانک یکم اگست ۱۹۱۴ء کو آسٹریا کا ولیعہد فرڈی ننڈ مارا گیا اور تمام یُورپ آگ میں کود پڑا۔ اور ناچار روس کو بھی اتحادیوں کا ساتھ دینا پڑا۔

جنگ عظیم (سنہ ۱۹۱۴-۱۸ء)

ابتدائی ایّام } گو اوائل میں لوگ جنگ کے مخالف تھے۔ مگر اعلانِ جنگ ہوتے ہی تمام روس میں حب الوطنی اور جانثاری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور سارا روس متحد ہو گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ جاپان کی جنگ میں جو ذلت ہم کو نصیب ہو چکی تھی اور جس کمزوری کا مظاہرہ انہوں نے کیا تھا اس کا ازالہ اس جنگ میں ہو جائے۔ زار روس کو یہ امید تھی کہ فرانس مجھ کو ترکوں کا علاقہ دیدیگا۔ گو روس جنگ کے لئے تیار نہ تھا مگر اس کی آرزو تھی کہ جنگ میں شامل ہو تاکہ قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل ہو جائے۔ اسی طرح فرانس کا خیال تھا۔ کہ روس مجھ کو لورین کا علاقہ واپس دلا دیگا۔ مگر دونو کو ایک دوسرے کی طاقت کا غلط اندازہ تھا۔ اور دونو ایک دوسرے کو مطلب نکالنے کے لئے بطور آلہ کے استعمال کر رہے تھے۔ شاید یہ راسپوٹین اور زارینہ کا اثر تھا کہ زار جو مدّت سے جنگ کا خواہشمند تھا اب موقع آنے پر جنگ کے خلاف تھا۔ پبلک اور فوج بھی جنگ کے خلاف تھے۔ مگر انقلابی پارٹی اور رؤسا جنگ چاہتے تھے۔ تاکہ بغاوت ہو جائے۔

اس موقع پر نکولس عجیب طور پر متلون مزاج ثابت ہوا۔ پہلے جنگ کی تیاری کا حکم دیدیا۔ اور پھر کہدیا۔ کہ تمام تیاری بند کر دو۔ اور افواج کو ہٹا لو۔ وزیر جنگ کو بہت گھبراہٹ ہوئی کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر زار نے بادل ناخواستہ جنگ کو جاری رکھنے کا حکم دیدیا۔ اور اپنے چچا گرینڈ ڈیوک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکولس کو کمانڈر انچیف بنا دیا۔ کونسل آف سٹیٹ کے صدر اور نمائندہ اسمبلی دوما نے زار کو ایڈریس پیش کیا۔ اور تمام رعایا کی وفاداری کا یقین دلایا۔ غرضیکہ تمام قوم فتح کی امیدوار تھی۔ اور جنگ بڑی جانثاری اور حب الوطنی کے شدید جذبات کے درمیان شروع ہوئی۔ مگر خدا کی قدرت! چند ماہ کے بعد ہی حالات

فوجی محکموں میں بدانتظامی

نے پلٹا کھایا اور تمام نظامِ جنگ درہم برہم ہونا شروع ہو گیا۔ کمسریٹ اور صلیب احمر (ریڈ کراس)، دونو محکموں میں بیحد گڑبڑ اور بدانتظامی شروع ہو گئی۔ سپاہیوں کو راشن پورا نہ ملتا تھا۔ ذرائع آمدورفت ناقص ہو گئے۔ زخمی سپاہیوں کی مرہم پٹی کا کوئی انتظام نہ رہا۔ گاڑیوں کی گاڑیاں زخمیوں سے لدی ہوئی محاذِ جنگ سے واپس آ رہی تھیں مگر ان کو نرس کرنے اور علاج کرنے والا کوئی نہ تھا۔ زخموں میں کیڑے پڑ رہے تھے۔ جس سے فوج اور رعایا سخت بددل اور مایوس ہو گئے۔ اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ کیونکہ زخمی سپاہی کُتّوں کی طرح گلی کوچوں میں مر رہے تھے۔ وزیر جنگ اور ریڈ کراس والوں میں ایک دوسرے کے اختیارات کے متعلق جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور عملاً دوما نے عدم تعاون شروع کر دیا۔ ادھر سامانِ حرب میں قلت شروع ہو گئی۔ فوج بالکل تربیت یافتہ نہ تھی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جنگِ جاپان کے بعد کسی نے فوج کو دوبارہ آرگینائز (منظم) نہ کیا تھا۔

فوج کی بے سروسامانی

اسلحہ جنگ اکثر پرانے نمونہ کے تھے جو زائد المیعاد ہو چکے تھے۔ اجلدی میں ریزرو فوج تیار کی گئی۔ بیچارے ناتجربہ کار کسان بھیڑوں کی طرح زار کے تیار کردہ مقتل پر ذبح ہونے کو تیار تو ہو گئے۔ مگر ان کے پاس لڑنے کے لئے رائفل تک نہ تھی۔ اور جن کے پاس رائفل تھی۔ ان کو گولی دستیاب نہ ہوتی تھی۔ اور وہ بالکل نہتے لڑ رہے تھے۔ سامانِ حرب تو درکنار بعضوں کے پاس پوری وردی بھی نہ تھی اور اکثروں کے پاؤں میں بوٹ بھی نہ تھے۔ اور اس میں ذرا مبالغہ نہیں۔ کہ اکثر سپاہیوں کے ہاتھ میں بجائے رائفل کے لاٹھیاں تھیں۔ توپ خانہ موجود تھا۔ توپچی بھی کافی سے زیادہ تھے مگر توپیں بہت تھوڑی تھیں۔ اور جو تھیں ان کے لئے بھی گولے ناکافی تھے۔ غرضیکہ عجیب خستہ حالی تھی اور اس بے سروسامانی کی حالت میں جنگ میں کود پڑنا سخت ظلم تھا۔ مگر زار کو ان باتوں کی مطلقاً پروا نہ تھی کیونکہ وہ مطلق العنان بادشاہ تھا۔ ایک دفعہ ۴۰ ہزار کا ایک لشکر لڑنے کو تیار تھا۔ مگر اس کو صرف اس لئے روکنا پڑا کہ کافی اسلحہ تیار نہ تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ روس ۱۹۰۴ء میں ۱۹۱۴ء کی نسبت جنگ کے لئے ہر لحاظ سے زیادہ تیار تھا۔ فوج کی اس خستہ حالی اور بے سروسامانی کی خبریں سختی کے ساتھ روکی جاتی تھیں۔ اور پبلک کو اس کا علم نہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ اس کے برخلاف جھوٹی رپورٹیں دیکر یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ انتظام ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا سے اتحادیوں کی فتح

آخر جرمن کی تقدیر نے بھی خلاف توقع پلٹا کھایا۔ اور وہ جرمن جو پیرس کے قریب پُہنچ چکے تھے۔ یکدم پس پا ہونا شروع ہو گئے۔ اور فرانس اور انگریزوں نے ملکہ خدا کے خاص فضل اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے صدقے میں جرمن کو کچل دیا۔ مگر روس کو اس فتح میں سے حصہ ملنا مقدر نہ تھا۔ زار خوش تھا کہ اب عنقریب اتحادی حسب وعدہ قسطنطنیہ میرے حوالے کر دینگے۔ مگر اس کی یہ امید بر نہ آئی۔ کیونکہ جرمن نے فرانس کی طرف سے ہٹ کر ساری توجہ روس کی طرف پھیر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ٹینن برگ کی لڑائی میں ساری کی ساری رُوسی فوج تباہ ہو گئی۔ اور اتحادیوں نے روس کی ذرا مدد نہ کی۔ ادھر یہ شاہی جوڑا حالات کی نزاکت سے بالکل بے خبر شاہی محل میں آرام سے ناول پڑھ رہا تھا۔ اور اپنے موہوم خداوند کی جھوٹی امیدوں پر مطمئن تھا۔

زارینہ کا نرس کا کام کرنا۔

سائبیریا سے راسپوٹین راہب نے زار کو لکھا تھا۔ کہ جنگ میں شامل نہ ہونا۔ مجھ کو فتح کی بالکل امید نہیں ہے۔ مگر یہ خط زار کو بعد از وقت ملا۔ آخر راسپوٹین وطن سے واپس دار الخلافہ میں آ گیا۔ اور زار اور زارینہ کو فوجی نظام کے متعلق مشورہ دیتا رہا۔ اسی کی تحریک پر زارینہ نے زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام بھی کیا تھا۔ اور نرس کی وردی پہن کر ہسپتال میں کام کرتی رہی۔ شہزادی کیتھرائن کا خیال ہے۔ کہ یہ کام گو ہمدردیٔ خلق کے جذبہ سے تھا۔ مگر روسی کسانوں کی ذہنیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سیاسی غلطی تھی۔ رُوسی کسان کا دماغ اتنا ترقی یافتہ نہ تھا۔ جو وہ ملکہ کے اس نیک کام کی حقیقت کو سمجھ سکتا۔ ان پر اثر ڈالنے کے لئے تو چاہیئے تھا۔ کہ زارینہ شاہی لباس میں سر پر جواہرات کا تاج رکھ کر وارڈ میں داخل ہوتی۔ اور کسان اپنی ملکہ کی شان کو دیکھ کر مرعوب رہتے۔

زارینہ کمانڈر انچیف (زار کے چچا گرینڈ ڈیوک نکولس) کے سخت مخالف تھی۔ اور اس کا خیال تھا۔ کہ ہماری شکست کا موجب کمانڈر کی ناتجربہ کاری ہے۔

زار کی محاذِ جنگ کو روانگی

شکست پر شکست دیکھ زار نے کہا کہ مَیں خود محاذِ جنگ پر جاتا ہوں۔ تا فوجوں کی ہمت بندھ جائے۔ چنانچہ اس نے گلیشیا جانے کا ارادہ کر لیا۔ وزیر جنگ نے عرض کی کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ وہاں پر جرمنی کے حملہ کا بہت زور ہے شاید پیچھے ہٹنا پڑے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ جس مقام پر آپ کھڑے ہونگے وہاں سے سپاہیوں کا پیچھے ہٹنا خلاف ادب ہوگا۔ اور خواہ نخواہ اس طرح ہزاروں سپاہی کٹ جائینگے۔ کیونکہ وہ کس طرح گوارہ کرینگے کہ ہمارا بادشاہ خطرہ میں گھر جائے۔ مگر زار جو مفید فوجی مشورہ کو سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ضد پر اڑا رہا اور روانہ ہوگیا۔ آخر وہی ہُوا۔ جس کا خطرہ تھا۔ اور جرمنی نے پورا زور لگا کر گلیشیا کا علاقہ پھر واپس لے لیا۔ اور ہزاروں رُوسی سپاہی گاجر مولی کی طرح کٹ گئے۔

آخر چاروں طرف سے غداری کی آواز بلند ہوئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بچارے کمانڈر انچیف کو بھی غدار کہا گیا۔ حالانکہ اصل وجہ شکست کی گولہ بارود کی کمی تھی۔ جس کی وجہ سے کئی کئی دن تک حملہ ملتوی رکھنا پڑتا تھا۔ کئی کئی دن سپاہی لاٹھیوں سے لڑتے رہے۔ توپخانہ والوں کو بھی بددیانت اور رشوت خوردہ کہا گیا۔ جرنیلوں کو بھی غدار کہا گیا۔ مگر وہ غدار نہیں بے احتیاط تھے۔ زار خود سب نقائص سے چشم پوشی کر رہا تھا۔ غرضیکہ کہتے ہیں۔ ۳۸ لاکھ رُوسی سپاہی جنگ میں ہلاک ہوئے تھے۔ مگر بعض کے نزدیک یہ اندازہ کم ہے۔ نقصانِ جان اس سے بہت زیادہ ہُوا تھا۔

زارینہ کی وزارت میں تبدیلی } موجودہ وزراء چونکہ سب کے سب راسپوٹین کے خلاف تھے۔ اس لئے زارینہ کو ان سے نفرت تھی اور اس نے ان سب کو زار پر زور دیکر وزارت سے نکلوا دیا۔ جو کہ خطرناک سیاسی غلطی تھی۔ مگر زار میں جرأت نہ تھی کہ زارینہ کی خواہش کی خلاف ورزی کرتا۔ کیونکہ وہ اس کی کمزوریوں کو خوب بھانپ چکی تھی۔ کمانڈر انچیف نے اپنے بھتیجے زار کو لکھا کہ وزارت کو معزول نہ کرو۔ مگر اس نے نہ مانا۔ اس کے بعد زار ملٹری ہیڈ کوارٹر سے واپس آگیا۔ اور رُوس کو بہت بُری شکست ملی۔ یعنی وارسا بھی جرمنی کے قبضہ میں آگیا۔ اس ناکامی کو دیکھ کر زارینہ اور راسپوٹین دونو نے زار کو مشورہ دیا۔ کہ کمانڈر انچیف کو معزول کرکے تم خود فوج کی کمان ہاتھ میں لو۔ خدا کی نصرت تمہارے شاملِ حال ہوگی۔ چنانچہ وہ بلاسوچے سمجھے محاذِ جنگ کی طرف گیا۔ اور فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔

زار۔ کمانڈر انچیف کی حیثیت میں

خطرناک غلطی } زار کو اس کی والدہ اور تمام وزراء نے سمجھایا۔ کہ فوج کی کمان ہاتھ میں لینے میں سارے شاہی خاندان اور خصوصاً آپکی ذات کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اس لئے آپ کا یہ فیصلہ دانشمندی کے خلاف ہے۔ غرضیکہ تمام سیاسی حلقوں میں زار کی اس حرکت سے غم اور غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مگر اس نے کسی کی بھی پروا نہ کی۔ اس کو زارینہ اور راسپوٹین کے مشورے کی صحت پر کامل یقین تھا۔ اور اس کو یہ بھی غلط فہمی رہا کرتی تھی کہ مَیں جو کچھ کرتا ہوں۔ الٰہی منشاء کے مطابق کرتا ہوں۔ پس باوجود خطرہ کا علم ہونے کے اس نے فوج کی کمان ہاتھ میں لے لی۔ ایک ناتجربہ کار مطلق العنان۔ خود کو غلطی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منزّہ خیال کرنے والے۔ توکّل اور تقدیر کے مفہوم کو غلط طور پر سمجھنے والے۔ اور اپنے آپکو خدا کی بادشاہت کا نمائندہ خیال کرنے والے۔ نادان کی کمان جو مہلک نتیجہ پیدا کر سکتی تھی۔ واقعات نے جلد ہی اس کی تصدیق کر دی۔ مگر اس کو صرف ایک بات کی دُھن لگی ہوئی تھی۔ جس کے لئے وہ اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار تھا۔ اور وہ یہ کہ کسی طرح قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل ہو جائے اور وہ سینٹ صوفیہ کی مسجد کا ہلالؔ اتار کر صلیب کا نشان (کراس) اس کی جگہ نصب کروا سکے۔

سَر الفرڈ ناکس نے (Sir A. Knox) جو کہ برٹش فوجی سفیر تھا ــــ کہا۔ کہ "نکولس کا فوج کی کمان کرنا۔ خطرناک نتائج پیدا کرنے والی غلطی تھی۔ کیونکہ اس کو نہ کمان کرنے کا تجربہ تھا اور نہ فنونِ حرب کا علم"۔ ان ایّام میں زارینہ اور راسپوٹین رُوس کے حاکم تھے اور زار کمانڈر افواج تھا۔ زار بہت شکّی اور حاسد بھی تھا۔ جو کہ عموماً کمزور طبع۔ نالائق لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے۔ اس کے دل میں ذرا ہمدردی نہ تھی۔ چنانچہ اُس سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اُن بہادر جرنیلوں اور قابل وزیروں کی قبروں پر دعاءِ مغفرت ہی کر دے۔ جو اس کی خاطر جان دے رہے تھے۔ خدا کی شان! جب زار نے کمان شروع کی۔ تو اوائل میں تھوڑی سی اس کو کامیابی ہو گئی۔ اور جرمن فوج پیچھے ہٹنے لگی۔ تو اس عارضی فتح کو دیکھ کر جو کہ سپاہیوں کے ابتدائی جوش کا نتیجہ تھی نہ کہ اس کی اپنی قابلیت کا۔ زار کو اپنی طاقت اور اثر کا گھمنڈ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اور اس کا اپنے فرضی خدا کی امداد پر یقین بہت بڑھ گیا۔ مگر واقعات نے جلد ہی ثابت کر دیا۔ کہ یہ تائیدِ الٰہی سے نہ تھا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد فوج کے پاؤں پھر اکھڑنے لگے۔ ادھر زارینہ بار بار اس کو تاکید کر رہی تھی کہ آپ ہرگز کمزوری نہ دکھائیں۔ فوج کو زور کے ساتھ قابو میں رکھیں اور اپنے استبدادی پنجہ کو ہرگز ڈھیلا نہ کریں۔ زار جو پہلے ہی خدائی تائید اور اپنی ہر دلعزیزی کی غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ فوج کو اندھا دُھند آگے بڑھاتا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ تمام کی تمام فوج مولی گاجر کی طرح کٹ گئی۔ جرمن سپاہی باقاعدہ تربیت یافتہ اور منظّم تھے ان کے پاس سامانِ حرب بھی کافی تھا۔ ادھر زار کے سپاہی ننگے پاؤں۔ لاٹھیاں ہاتھ میں لئے بڑھ رہے تھے۔ اور بچارے لاکھوں کی تعداد میں ڈھیر ہو گئے۔ راسپوٹین پہلے تو جنگ کے خلاف تھا مگر بعد میں زارینہ کو یہ کہکر طفل تسلّی دیتا رہا۔ کہ سینٹ جارج کی مدد سے فتح ضرور ہماری ہو گی۔ زار تمام فوجی اسرار زارینہ کو بتاتا رہا۔ اور زارینہ راسپوٹین کو سب باتیں بتا کر مشورہ لیتی رہی۔ راسپوٹین کے گرد خود غرض جرمن ایجنٹوں کا گروہ تھا۔ جو اندر ہی اندر رُوس کی تباہی کی تجاویز اس کو بتاتا رہا۔ وزراء بھی تقریباً وہی تھے جو راسپوٹین کے ہم خیال تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ سب دل سے جرمنی کے خیرخواہ تھے۔

زار کی خوش فہمی زار کو اپنی پوزیشن کے متعلق شدید غلط فہمی رہی۔ جس کا مرتے دم تک ازالہ نہ ہو سکا۔ اس کا خیال تھا کہ تمام پبلک۔ کسان۔ مزدور۔ اور افواج میری فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ صرف ماسکو اور پیٹروگراڈ کے چند خود غرض امراء مخالف ہیں۔ اور اب چونکہ مَیں نے کمان ہاتھ میں لے لی ہے اس لئے مجھے فوج کے صحیح جذبات کا مطالعہ کرنیکا موقع ملیگا۔ جو وزراء کی وساطت سے دارالحکومت میں بیٹھے ہوئے مشکل تھا مگر یہ سب خواب و خیال اور اس کی خوش فہمی تھی کیونکہ مواد اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ جو اوپر سے سُرخ اور چمکیلا نظر آتا تھا۔ فوج باغی ہو چکی تھی اور پبلک بھی کُھلے طور پر انقلاب پسندوں کی حمایت کرنے لگ پڑی تھی۔ زار اپنے بیٹے کو بھی ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ساتھ لے گیا تھا۔ سارا دن اس کے ساتھ پیار کرنے۔ اور ناول پڑھنے میں مصروف رہتا تھا۔ اور رات کو سینما دیکھنے چلا جاتا۔ سارا رُوس تو اپنے عزیزوں کے ماتم میں پڑا تھا۔ اور زار کو لہو و لعب سے فرصت نہ تھی۔ ایک دن ولیعہد کو نکسیر کا شدید حملہ ہُوا۔ اور زار اس کو لیکر واپس محل میں آگیا۔ راسپوٹین نے جلد توجہ ڈال کر خون بند کر دیا۔ اور بچّہ تندرست ہو گیا۔ زارینہ کا ایمان اس معجزہ کو دیکھ کر اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اور وہ راسپوٹین کو خدا تما سمجھنے لگ گئی۔ اور ہر بات میں اس کی اطاعت کرتی تھی۔ گویا دوسرے لفظوں میں دورانِ جنگ میں راسپوٹین ہی رُوس کا بادشاہ تھا۔ جنگ کے لئے تیاری کا یہ حال تھا۔ کہ ۱۸ سال کے پُرانے نقشہ جات روسی جرنیلوں کے پاس تھے۔ مگر جرمن جرنیلوں کے پاس خود رُوسی سرحد کے بالکل نئے نقشہ جات موجود تھے جن پر ایک ایک درخت کا بھی نشان دیا ہُوا تھا۔

زار کے مشیر خاص زارینہ اور راسپوٹین ان نازک ایّام میں زار نے ایک اور غلطی یہ کی۔ کہ زارینہ کے کہنے پر قابل ترین وزیر جنگ پالی ویناف کو برخواست کر دیا۔ زار اپنی بیوی کے ہاتھ میں محض ایک کٹ پتلی کی طرح تھا۔ اور زارینہ راسپوٹین کی سخت مطیع تھی۔ جس کے ذریعے سے جرمن ایجنٹوں کا گروہ دلی مرادیں پوری کر رہا تھا۔ زار تمام فوجی امور میں زارینہ سے مشورہ کرتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں جب ان کی قید کے بعد محل کی تلاشی ہوئی تو زارینہ کے کاغذات میں ایک نقشہ ملا۔ جو سارے محاذِ جنگ کا مکمّل نقشہ تھا۔ اور جس کی صرف دو کاپیاں تیار کی گئی تھیں۔ زارینہ مذہبی جنون کا شکار ہو گئی۔ اور اسکی عقیدت راسپوٹین سے اسقدر تھی کہ اس کی خواہش پر اس نے اس کے تمام دشمنوں کو سائبیریا میں جلاوطن کروا دیا۔ اور دوستوں کو وزارت میں رکھ لیا۔ جو کہ سب کے سب جرمن ایجنٹ تھے۔ اس طرفداری کا نتیجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تھا کہ سارے ملک میں نفرت اور غصہ کی آگ لگ گئی۔ اور لوگ زار کو معزول کر دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ ملک کی حالت تباہ اور خستہ ہوگئی۔ قحط نمودار ہوگیا۔ اور لوگ جرمنی کے ساتھ غیر مشروط صلح کرنے پر زور دینے لگے۔ فوج بھی شکست پر شکست کھا کھا کر اب ہمت کھو بیٹھی تھی۔ کسان فاقوں سے مر رہے تھے۔

فوج کے قلوب سے زار کا جھوٹا رُعب مٹ گیا

زار کا خیال تھا کہ فوج کی کمان کرنے سے اس کا رُعب فوج پر زیادہ ہو جائیگا۔ مگر نتیجہ برعکس ہُوا یعنی لوگ زار کی قابلیت اور خدا داد کمالات اور اختیارات کے متعلق جس شدید غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ وہ غلط فہمی یا خوش فہمی جلد دُور ہوگئی۔ اور فوج کو معلوم ہوگیا۔ کہ زار تو بہت ہی ظالم۔ کم عقل اور سخت لاپروا اور سنگدل انسان ہے۔ اور وہ زار جس کو رُوسی کسان اپنی جہالت کی وجہ سے "ننھا" روحانی باپ۔ اور خدا کا ظل سمجھ رہے تھے جلد ہی ان کی نظروں میں ذلیل ترین ہستی بن گیا۔ اب زار کے بچاؤ کی صرف دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو لوگوں کو اصلاحات دے کر ملک میں اسمبلی قائم کردے۔ جو جمہوریت کی طرز پر ہو۔ یا پھر تخت سے دست بردار ہو جائے۔ مگر نکولس کے لئے یہ دونو باتیں ماننی مشکل تھیں۔ اور وہ اس کے لئے اپنی جان قربان کرنے کو بھی تیار تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ زار کو اپنی نالائقی اور اصل حالات کا کچھ احساس ہُوا۔ اور آخر اسے نئے وزیر اعظم کو جو کہ زارینہ اور راسپوٹین کا منظور نظر تھا۔ لوگوں کے دباؤ سے الگ کرنا پڑا۔ جس سے زارینہ کو سخت تکلیف ہوئی۔

فوج کی کھلی بغاوت

جب زار کی اصل پوزیشن فوج پر واضح ہوگئی۔ تو ان کے دلوں سے وہ جھوٹا رُعب اور خوف یکدم کافور ہوگیا۔ جو صدیوں سے اس کے خاندان کا ان کے اندر پایا جاتا تھا۔ اور انہوں نے کھلے طور پر بغاوت کردی۔ اور جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ فوج کافی تھی اور تھی بھی سب مسلح کیونکہ جنگ کے دن تھے۔ اس لئے خطرہ زیادہ ہوگیا اور انہوں نے زار کی معزولی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ مگر زار اتنا نادان تھا۔ کہ اس کو اس موقع کی نزاکت کا ذرا بھی احساس نہ ہُوا۔ اور اپنے مشاغل میں منہمک رہا۔ فوج کے آفیسروں کے دل سے بھی زار کی عظمت مٹ گئی۔ اور اس کی نالائقی کا ان کو خوب علم ہوگیا۔

معزولی کا سوال اُٹھنا

دارالحکومت میں اب کھلے طور پر جنگ کے خلاف پراپیگنڈا شروع ہوگیا۔ اور لوگ علانیہ طور پر زار کو قتل کر دینے کی سازش پر غور کرنے لگ پڑے۔ یہ رُوس کی تاریخ میں پہلا موقع تھا۔ کہ زاروں کے خاندان کے ایک بادشاہ کی معزولی کا سوال ۳۰۰ سال کی شاندار حکومت کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھایا گیا۔ جو کہ رُوس جیسے غیر متمدن ملک کے لئے ایک اہم تغیر تھا۔ مگر نکولس کو ذرا بھر ان اہم اور تشویشناک مرحلوں کی پروا اور فکر نہ تھی۔ اس کو صرف اپنے بچّے کی صحت کا فکر تھا۔ نہ کہ سپاہیوں کی جانوں کا۔

حکومت کا ارادہ تھا کہ اتحادیوں کے ساتھ وفاداری کر کے جنگ کو اسوقت جاری رکھا جائے جب تک فتح نہ ہو۔ اور زار بھی اسی بات کا خواہاں تھا۔ مگر اس میں انتظامی قابلیت نہ تھی۔ زارینہ بھی غدار نہ تھی۔ اور نہ ہی وہ جرمن مستعمرہ تھی۔ وہ دل سے رُوس کی خیر خواہ تھی۔ مگر تھی۔ وہم پرست اور کمزور طبع۔ اس لئے چالباز اور غرض مند جرمن ایجنٹوں کی چالوں کا شکار ہو گئی۔ جو وہ مذہب کی آڑ میں اس سے کھیل رہے تھے۔ وہ زارینہ کو سختی اور استبداد کی پالیسی کو جاری رکھنے کے لئے ہر وقت کہتے رہتے تھے۔ جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ ملک میں بغاوت کروا کر۔ جرمنی کے ساتھ غیر مشروط صلح کے لئے مجبور کر دیں۔ چنانچہ ان کی خواہش پوری ہو گئی۔ اور ملک میں خوفناک قحط شروع ہو گیا۔ ریل گاڑیوں اور بم کی فیکٹریوں کو چلانے کے لئے ایندھن ختم ہو گیا جس کی وجہ سے گولہ بارود کی فیکٹریاں اور ریلوں کی آمدورفت بند کر دینی پڑی۔ رُوس ایک وسیع ملک ہے اور اس میں قدرت نے لامحدود خزانے معدنیات وغیرہ کے دفن کر رکھے ہیں۔ مگر ان سے کام لینے والا کوئی نہ تھا۔ اور سخت بدانتظامی۔ اور خودغرضی کی وجہ سے ملک کی بہبودی کا کسی کو خیال نہ تھا۔ اگر زار الگ ہوتا تو شاید

زارینہ کا مہلک اثر

ان حالات کو دیکھ کر اس کو سمجھ آجاتی۔ مگر زارینہ کا اثر اس کے لئے مہلک ثابت ہو رہا تھا۔ وہ بار بار اس کو خط لکھتی تھی۔ اور محبّت اور خوف دو نو طرح کا جادو اس پر ڈالتی تھی۔ کبھی اس کی مذہبی روح کو اپیل کرتی اور کبھی اس کو خدا کا فرستادہ ظاہر کر کے اس کے جذبات کو اُبھارتی۔ اور خدا کی تائید اور نصرت کا یقین دلاتی تھی۔ جنگ کے متعلق تمام پالیسی۔ زار کو ڈکٹیٹ کرواتی تھی۔ یہاں تک کہ اہم جنگی تاروں کے الفاظ بھی خود لکھواتی تھی۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح رُوس کی حکومت سلامت رہے اور ہم اپنے بچّے کو یہ ورثہ صحیح سلامت سپرد کر سکیں زارینہ نے زار کو بار بار لکھا۔ کہ جلد نمائندہ اسمبلی (DUMA) کو برخواست کر دو۔ اور شہزادہ لواو (LVOV) کو جو کہ باغیوں کا سرغنہ تھا۔ جلاوطن کر کے سائیبیریا میں قید کر دو۔ اور اس کو ہمّت دلانے کے لئے زوردار الفاظ میں لکھا۔ کہ "تم مطلق العنان ہو۔ تم کو خداوند نے رُوس کے تخت پر بٹھلایا ہے اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو" مگر افسوس زارینہ کے فرضی خداوند اور سینٹ جارج نے ان کی وقت پر امداد نہ کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریک فضاء

اب زار شکنجے میں مبتلا تھا۔ اِدھر لوگ جمہوریت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اُدھر زارینہ زور دے رہی تھی کہ مطلق العنانی تمہارا موروثی اور روحانی حق ہے۔ اس کو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا۔ مگر باوجود ایسی نازک حالت کے زار کے دل میں ذرا بھی تشویش نہ تھی۔ دار الحکومت اور ماسکو میں نفرت اور بغاوت کی آگ دن بدن تیز ہوتی گئی۔ اور تجویز یہ ہوئی کہ شاہی محل کے اندر بغاوت کروائی جائے۔ اور کاسکوں کی گارد (یہ زار کی ذاتی گارد تھی۔ جس کی اطاعت اور نمک حلالی پر اس کو بہت یقین تھا) کو قابو میں کر لیا جائے۔ اور زار کو معزول کر کے زارینہ کو کسی ہیکل میں قید کر دیا جائے۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ پہل کرے۔ اس جوش کا فوری نتیجہ اتنا ضرور ہُوا کہ راسپوٹین کو جرأت کر کے قتل کر دیا گیا۔ راسپوٹین راہب کا قتل بھی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کیونکہ وہ زارینہ کا منظورِ نظر تھا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ زارینہ کے غضب کو اور بھڑکانا تھا۔ مگر لوگوں نے اس بات کی پروا نہ کی۔ شہزادہ یوسوپاف نے اس کو دھوکہ سے دعوت پر بُلا کر گولی سے ہلاک کر دیا۔ جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ لوگوں کو زار کو قتل کرنے کی تو جرأت نہ ہوئی۔ مگر انہوں نے فی الحال راہب کو قتل کر کے اپنے مجروح دلوں کی مرہم پٹّی کر لی۔

زار پر اس قتل کا کوئی اثر نہ ہُوا اور وہ ویسا ہی لاپروا رہا۔ البتہ زارینہ بجائے مرعوب ہونے کے اور بھی غضبناک ہو گئی۔

زار کی آنکھیں کھولنے کی کوشش - جب حالات بہت مخدوش ہو گئے تو جنوری ۱۹۱۷ء میں ٹریپاو۔ قابل ترین وزیر اعظم نے استعفےٰ دے دیا۔ جس سے لوگوں کو سخت قلق ہُوا۔ شاہی خاندان کے قریباً سب افراد نے زار کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ مگر اس پر ذرا اثر نہ ہُوا۔ آخر برٹش سفیر کو کہا گیا۔ کہ آپ زار کو سمجھائیں۔ مگر اس کی کوشش بھی بیکار ہوئی۔ سب نے کہا کہ تمام فوج اور رعایا متحد ہیں اور بغاوت پر تُلے ہوئے ہیں۔ اگر بغاوت ہو گئی تو کاسکوں کی مُٹھی بھر گارد تم کو بچا نہ سکے گی۔ مگر زار ٹس سے مس نہ ہُوا۔

اِدھر محاذِ جنگ پر خطرہ بڑھتا گیا۔ فوج نے کُھلی بغاوت کر دی اور لڑنے سے انکار کر دیا۔ اور زار کو علانیہ دھمکی دینے لگے۔ کمانڈر انچیف نے حالات کی نزاکت کو بھانپ کر تمام جرنیلوں سے

معزولی کی تجویز مشورہ کر کے یہ تجویز کی کہ ولیعہد کو ریجنسی (Regency) قائم کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخت نشین کر دیا جائے۔ اور زار کو معزول کر دیا جائے۔ چنانچہ سب سیاست دان۔ ممبران اسمبلی۔ اور باغی طبقہ کے لیڈر اس پر رضامند ہو گئے۔ یہ تجویز ہو ہی رہی تھی۔ کہ اچانک جرنیل کرائیمو۔ رومانیہ کی سرحد سے واپس آگیا۔ اور آتے ہی ڈوما (اسمبلی) کے صدر اور کونسل آف سٹیٹ کے ممبروں سے مشورہ کیا۔ کہ فوج کی حالت سخت خراب ہے کوئی فوری کارروائی کی جائے۔ اور میری تو یہ رائے ہے۔ کہ جرمنی سے صلح کر کے۔ تمام وزارت کو بدل دیا جائے۔ ورنہ خطرناک بغاوت کا اندیشہ ہے۔ ایک اور ممبر نے کھلے طور پر کہدیا۔ کہ زار اپنی بیوی کی زیادہ سنتا ہے۔ اور وہ روس کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس پر رحم کریں اور اس کی جان نہ لیں۔

صدر اسمبلی کی وفاداری اور زار کو آخری انتباہ اس مشورہ میں رازی انیکو (Rodzianko) صدر اسمبلی شامل نہ ہوا۔ اور وہ حلف وفاداری پر قائم رہا۔ اور کہدیا۔ کہ اگر فوج زار کی معزولی پر مصر ہے تو وہ اکیلے زور دیکر ایسا کرے۔ شاہی خاندان کے سب افراد زار کے خلاف تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ صدر اسمبلی محل میں بغاوت کروانے میں ہمارا معاون ہو۔ مگر اس میں جرأت نہ ہوئی کہ لوگوں کو زار کے خلاف کھڑا کر سکے۔ سب کے دلوں میں ابال آتے تھے مگر سامنے کوئی نہ آتا تھا۔ آخر ہوٹلوں ٹریم گاڑیوں اور سینما وغیرہ میں کھلے طور پر معزولی کا چرچا ہونے لگا۔

ڈوما کے صدر رازی اینکو نے یہ کہکر زار کو آخری انتباہ کر دیا۔ کہ "سب لوگ متفقہ طور پر نظام حکومت میں تبدیلی کے خواہشمند ہیں۔ وہ اب مطلق العنانی کو ہرگز برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ یہ جنگ کے نازک ایّام ہیں۔ مگر اسوقت حکومت عملاً معطل ہو چکی ہے۔ اور جن وزراء پر لوگوں کو اعتماد ہے۔ وہ مستعفی ہو چکے ہیں۔ یا آپ نے ان کو جلاوطن اور نظر بند کر دیا ہوا ہے۔ جو باقی ہیں۔ وہ بے عزتی اور ذلّت کے خوف سے وزارت کا عہدہ قبول کرنے کو تیار نہیں" پھر عرض کی "کہ آپ کو شاید معلوم نہیں۔ زارینہ آپ کے علم کے بغیر خفیہ طور پر شاہی حکم رائج کر دیتی ہے۔ اور آفیسروں کو معطل کر دیتی ہے۔ لوگ اب زار اور مادرِ وطن کو دو الگ اور متضاد وجود تصوّر کر رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ مادر وطن کو زندہ رکھنے کے لئے اب زار کا قربان کرنا ضروری ہے۔ پس آپ مطلق العنانی چھوڑ دیں۔ اصلاحات دیدیں۔ اور زارینہ کو کہدیں کہ حکومت کے معاملات میں دخل نہ دے"

زار کا جواب زار خاموشی سے ساری بات سنتا رہا۔ اور آخر صرف اتنا کہا۔ کہ "کیا میں اپنے بائیس سالہ عہد حکومت میں غلط اور تباہ کن راستہ پر چل رہا تھا؟" صدر نے عرض کیا۔ "بے شک یہ بات درست ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اس کی اپیل چنداں کارگر نہ ہوئی۔ اور زار نے مطلق العنانی کو ہاتھ سے دیا اور نہ ہی نظامِ حکومت میں اصلاح کی۔

زارینہ کی مایوسی زارینہ کی طبیعت میں اب کچھ تغیر ہو چکا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ راسپوٹین کی وفات کے بعد اس کو اپنے بچے کی زندگی کے متعلق مایوسی ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس کے نزدیک بچے کی زندگی اور صحت کا مدار عیسائی راہب کی "قوتِ قدسی" پر تھا۔ نیز راسپوٹین بھی مرنے سے قبل کہہ چکا تھا۔ جو کہ زارینہ کے نزدیک پیشگوئی تھی۔ کہ اگر میں مر گیا تو تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ زار بھی کچھ مغموم سا تھا۔ مگر اپنے رویہ میں تبدیلی کرنے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ اُدھر سازش کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ خندقوں کے اندر کام کرنے والے سپاہی بھی اس سے آگاہ ہو چکے تھے۔

نازک ایام ۵۔ مارچ ۱۹۱۷ء کو چیف آف سٹاف نے ایک نہایت ضروری تار کے ذریعے زار کو جنرل ہیڈ کوارٹر میں بلایا۔ مگر زار نے توجہ نہ کی۔ اس نے پھر ایک تار دیا۔ کہ حالات بہت نازک ہیں۔ آخر زار روانہ ہو پڑا۔ ان دنوں بدقسمتی سے زار کے بچوں کو خسرہ نکلا ہوا تھا۔ ۹ مارچ کو زار کو بالکل کوئی غم یا تشویش بغاوت کے متعلق نہ تھی۔ اور جانے سے قبل اس نے زارینہ کو کہا۔ کہ بہتر ہو کہ تم بچوں کو کریمیہ لے جاؤ۔ تا کہ محل کو ادویہ سے صاف کیا جا سکے اور تبدیلی آب و ہوا بھی ہو جائیگی۔ جس سے زار کی اصل غرض یہ تھی کہ اس بہانہ سے زارینہ کو دار الحکومت سے دُور بھیجدے تا وہ حکومت کے معاملات میں اس نازک وقت میں دخل نہ دے۔ اور شاید یہ غرض بھی ہو۔ کہ اگر بغاوت ہو گئی۔ تو بچے وہاں پر محفوظ رہیں گے۔ مگر شوئی قسمت زارینہ بھی اصل مطلب کو بھانپ گئی اور اس نے عذر کر کے ٹال دیا۔ اور کہا کہ میں آپ سے زیادہ دُور نہیں رہنا چاہتی۔ مجھ کو وہاں پر زیادہ تشویش رہیگی۔

دار الحکومت میں بغاوت ۱۱ مارچ کو دار الحکومت میں بغاوت ہو گئی۔ صدر ڈوما نے زار کو تار دیا۔ کہ شاہی خاندان کی جان کا خطرہ ہے۔ حکومت عملاً بے دخل ہو گئی ہے۔ انقلاب پسندوں کا زور ہو گیا ہے۔ شہر میں سخت بد امنی اور لوٹ مار جاری ہے۔ اس موقع پر توقف مہلک ہوگا۔ امداد کے لئے فوج روانہ کی جائے۔ مگر زار نے جواب دیا کہ بد امنی کو سختی سے روکا جائے اور بغاوت کو دبایا جائے۔ زار نے زارینہ کو اسی وقت تار دے کر مشورہ کیا۔ مگر عجیب بات ہے کہ اپنی معزولی کا ذکر تک نہ کیا۔ حالانکہ ۱۵ مارچ کو حکومت سے دست بردار ہو چکا تھا۔

باقی دارد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریف بائیبل

دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں ان میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری بنیاد الہامی کتابوں پر ہے۔ الہامی کتاب کے الہامی کتاب ہونے کے اثبات میں علاوہ دیگر دلائل کے ایک دلیل اس کی صداقت کی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کے وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بزرگ یا اوتار یا نبی کو بتائے گئے ہوتے ہیں محفوظ رہیں۔ کیونکہ اصل بناء الفاظ پر ہے نہ کہ معانی پر کیونکہ معانی لوگ خود بھی سمجھ سکتے ہیں۔ پس جس کتاب کے الفاظ محفوظ نہیں وہ کتاب بھی غیر محفوظ ہوئی۔ اور جس مذہب کی کتاب غیر محفوظ ہو بالفاظِ دیگر اس کتاب کا مذہب بھی غیر محفوظ ہوگیا۔ کیونکہ اگر کتاب کے الفاظ میں تغیر آگیا تو ضروری ہے کہ مذہب کے اصولوں اور قانونوں میں بھی تغیر آجائے اور وہ مذہب حقیقی مذہب نہ رہا جو کہ خدا تعالیٰ کی منشاء تھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق نہ رہا تو قابل عمل بھی نہ رہا اور اس پر عمل کرکے کوئی خدا تک بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

ہمارے نزدیک بائیبل یعنی وہ الہامی کُتب جن پر عیسائی مذہب کا دارو مدار ہے اور جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے لیکر مسیح علیہ السّلام تک وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی رہی تھیں۔ اب قابل عمل نہیں رہیں اور نہ ہی ان پر عمل کرکے کوئی شخص نجات ابدی حاصل کر سکتا ہے۔

اس دعوے کے جہاں اور بہت سے دلائل ہیں۔ ان میں سے ایک سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ ان الہامی کتب کے جن پر عیسائی حضرات کا ایمان ہے الفاظ بعینہٖ محفوظ نہیں ہیں بلکہ بہت کچھ تغیّر و تبدّل ہوگیا ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ لوگ انہیں کتب پر عمل کرکے نجات حاصل کریں تو ان کو ضرور محفوظ رکھتا اور ان میں ہرگز تغیّر و تبدّل واقع نہ ہونے دیتا پس جب ان کتب کے الفاظ غیر محفوظ ہوگئے تو بالفاظ دیگر ان کا مذہب ناقابل عمل اور غیر محفوظ ہوگیا اور بجائے اللہ تعالیٰ کی منشاء اور رضاء کے مطابق ہونے کے یہودیوں اور عیسائیوں کی مرضی کے مطابق ہوگیا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ مذہب اب وہ مذہب نہیں رہا جس سے کہ نجات مل سکے کیونکہ اس میں بندوں کا دخل ہوگیا۔ اب ہم اپنے اس دعوے کو کہ بائیبل محرّف و مبدّل ہے دلائل سے ثابت کرتے ہیں :-

(۱) سب سے پہلی دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ قرآن کریم جو کہ الہامی کتب میں سے سب سے اعلیٰ اور اکمل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب ہے اور جس کا دعویٰ ہے کہ وہ کبھی محرّف و مبدّل نہیں ہو سکتی اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالےٰ
نے لیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنّا نحن نزّلنا الذّکر وانّا لہ لحافظون اس کا یہ دعویٰ
ہے کہ بائیبل میں تحریف و تبدیل ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یحرفون الکلم
عن مواضعہ کہ یہودی اللہ تعالیٰ کی کتب کی کلام کو اپنی جگہ محرّف کرتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح
عیسائیوں کے متعلق فرماتا ہے "ونسوا حظًّا ممّا ذکّروا بہ"
اور پھر اہل کتاب کے متعلق فرماتا ہے ولا تزال تطلع علیٰ خائنۃ منھم یعنی اے مخاطب
تُو ہمیشہ اہل کتاب کی تحریف پر آگاہ ہوتا رہیگا۔

قرآن کریم کے اس دعوے کے اثبات میں ہم آپ حضرات کے سامنے بائیبل میں سے چند
حوالے پیش کرتے ہیں جن میں عیسائی حضرات نے صاف طور پر بعض اعتراضات پڑنے کی وجہ سے بعض
جگہ کچھ الفاظ نکالے ہوئے ہیں اور بعض جگہ زائد الفاظ داخل کیئے ہوئے ہیں اور بعض جگہ سے اقوال
پورے کے پورے نکالے ہوئے ہیں۔ ان تین طریقوں سے ہی تحریف ہو سکتی تھی (کیونکہ تحریف کمی بیشی
فقدان کا نام ہے) جو انہوں نے کر دکھائی۔

حوالے دینے سے پہلے ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ بائیبل سے خود ثابت ہے کہ اس میں تغیر ہو سکتا
ہے بلکہ بائیبل تو اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ مجھ میں تغیّر ہُوا ہے۔ چنانچہ مکاشفہ ۲۲/۱۸و۱۹ میں لکھا ہے
"میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوّت کی باتیں سُنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان میں کچھ
بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کریگا اور اگر کوئی اُس میں سے کچھ نکال ڈالے
تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدّس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصّہ نکال
ڈالے گا" ایک کام سے منع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امکان ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص یہ کام کرے
جیسے بائیبل میں چوری زنا جھوٹ وغیرہ سے منع کیا ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی یہ دعوے
نہیں کر سکتا کہ ہم میں سے کوئی بھی ان جرائم کا مرتکب نہیں ہوتا مگر کیا بائیبل میں یہ بھی کہیں کہا گیا
ہے کہ آسمان کو ہاتھ نہ لگانا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ پھر یسعیاہ ۲۴/۵ میں آتا ہے۔ "سرزمین ان کے
نیچے جو اس پر بستے ہیں نجس ہوئی کہ انہوں نے شریعتوں کو عدول کیا اور قانونوں کو بدلا عہد ابدی
کو توڑا" جس سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل میں تحریف ہوئی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کی
کتاب جس پر ان کو ناز ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ اور جس پر عمل کر کے وہ نجات حاصل کرتے ہیں خود
زبانِ حال سے پکار رہی ہے کہ مجھ میں تحریف ہوئی ہے۔ اور کرنیوالے بھی یہی لوگ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے حوالجات بہت ہیں جن میں بعض اعتراضات کی بناء پر انہوں نے تحریف کی ہے، اور پرانی بائیبلوں کا اُن بائیبلوں سے (جو آجکل شائع ہوئی ہیں) اگر آپس میں مقابلہ کیا جائے تو بہت سے ایسے حوالجات ملتے ہیں جن میں انہوں نے تحریف کی ہے ان میں سے چند ایک آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱)۔ متی ۱۹/۱۸ پُرانی ۱۸۷۰ء کی انجیل میں لکھا ہے۔ کسی نے حضرت مسیحؑ سے پوچھا کہ :۔

"اے نیک اُستاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں تو اس نے اس سے کہا تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

اس حوالے پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ حضرت مسیح اچھے نجات دہندہ ہیں کہ خود بھی نیک نہیں کیونکہ وہ خود اپنے نیک ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ع

مژدہ باد اے مرگ عیسےٰ آپ ہی بیمار ہے

اس اعتراض کا جب عیسائیوں کو کوئی جواب نہ آیا تو ان الفاظ کو ہی بدل ڈالا اور بجائے "تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے" کے یہ لکھ دیا کہ "تُو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے" تاکہ حضرت مسیح کی شخصیت پر کوئی اعتراض نہ پڑے آجکل کی بلکہ ان تمام اناجیل میں جو ۱۸۷۸ء کے بعد کی ہیں یہ تبدیلی کی گئی ہے۔

(۲) استثناء ۳۳/۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے اور لکھا ہے:

"اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہُوا فاران کے ہی پہاڑ سے جلوہ گر ہُوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"

اب موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا مصداق سوائے آنحضرت صلعم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپؐ علاوہ شارع اور جلالی نبی ہونے کے فتح مکّہ مکرمہ کے موقعہ پر دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے اور آپؐ ہی ایک ایسی آتشی شریعت لائے جس کو آتشی کہا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیحؑ پر اس لئے صادق نہیں آسکتی کہ آپ کوئی شریعت نہ لائے تھے، اور نہ دس ہزار کی تعداد کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ مسلمان اور خصوصاً احمدی اس پیشگوئی کو بڑی تحدّی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ اور عیسائی حضرات اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلعم کو ماننے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں جب ان سے کوئی جواب نہ بنا تو انہوں نے تنگ آکر بجائے "دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ" کے "دس ہزار قدوسیوں میں سے اور بعض جگہ "لاکھوں قدوسیوں میں سے" کے الفاظ اپنے پاس سے بدل کر رکھ دیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محض اس لئے کہ آنحضرت صلعم اس پیشگوئی کے مصداق نہ ہو سکیں کیونکہ اس طرح پر یہ علامت ایسی مبہم ہو جاتی ہے کہ ہر نبی اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے ۱۹۳۱ء سے پہلے تمام بائیبلوں میں صحیح ہے مگر اس کے بعد کی بائیبلوں میں تبدیلی کی گئی ہے (ملاحظہ ہو بائیبل مطبوعہ ۱۹۳۱ء الہ آباد)۔

(۳) کرنتھیوں ۱ ۱۵/۵ میں لکھا ہے:۔

"تیسرے دن (مسیحؑ) کتاب مقدس کے بموجب جی اٹھا اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ حواریوں کو دکھائی دیا۔"

حالانکہ مسیحؑ کا ایک حواری یہودا اسکریوطی خودکشی کر کے مر چکا تھا۔ اور باقی گیارہ رہ گئے تھے۔ اس اعتراض سے بچنے کے لئے کہ غلط بیانی کا الزام بائیبل پر نہ آئے۔ کیتھولک فرقہ نے بجائے بارہ کے گیارہ کر دیا جو واقعہ کے مطابق صحیح ہے کیونکہ مرقس ۱۶/۱۴ میں گیارہ ہی کا ذکر ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"پھر پیچھے وہ ان گیارہ کو بھی جب کھانا کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا۔" اس کا نام تغیر و تبدل ہے،

یہ تو وہ حوالے ہیں جن کے الفاظ میں تحریف ہوئی ہے اب ہم وہ حوالے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو کہ پرانی ۱۸۷۸ء سے پہلے کی انجیلوں میں تو ہیں مگر بعد کی اناجیل میں سے شاید ناقص سمجھ کر نکال دیئے گئے ہیں۔

(۱) پرانی انجیل میں متی ۱۸/۱۱ میں لکھا ہے:۔ "کیونکہ انسان کا بچہ کھوئے ہوؤں کو بچانے کیلئے آیا ہے۔"
عیسائی صاحبان نے جب دیکھا کہ اس حوالے سے مسیحؑ کے ابن اللہ ہونے کی تردید ہوتی ہے تو اس آیت کو ہی حذف کر دیا۔ چنانچہ اب اناجیل ملاحظہ فرما کر دیکھ لی جائیں ۱۸ باب کی دسویں آیت بھی ہوگی اور بارھویں بھی ہوگی مگر گیارھویں غائب۔

(۲) مرقس ۱۵/۲۸ میں جس وقت حضرت مسیحؑ صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ حواریوں کو بھی لٹکا دیا جاتا ہے اس کے بعد لکھا ہے:۔

"تب پورا ہوا وہ نوشتہ جو کہتا ہے کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا۔"

اس آیت کو بعد کی اناجیل میں سے خارج کر دیا گیا ہے صرف اس لئے کہ انجیل کا مسیح بدکاروں میں نہ گنا جائے۔

(۳) یوحنا ۵/۴ میں لکھا ہے:۔

"چونکہ ایک فرشتہ اس حوض میں اُتر کر پانی کو ہلاتا تھا سو پانی ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اُترتا کیسی ہی بیماری میں گرفتار کیوں نہ ہو چنگا ہو جاتا تھا۔"

اس آیت کو بھی نئی اناجیل میں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس لئے کہ ثابت کیا جائے کہ صرف مسیحؑ کی برکت سے اس پانی سے لوگ شفا حاصل کرتے تھے نہ کہ فرشتے کے پانی ہلانے سے۔ یہ امر اس کی دلیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ بائیبل میں تحریف کی جاتی ہے خواہ وہ پراٹسٹنٹ فرقہ کی طرف سے ہو خواہ کیتھولک فرقہ کی طرف سے۔ اب مَیں کچھ حوالجات ایسے دکھاتا ہوں جو یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ پراٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک ہردو فرقوں میں اختلاف ہے اور یہ امر یقیناً بائیبل کی تحریف کی دلیل ہے۔

(۱) خروج $\frac{۲}{۲۲}$ میں لکھا ہے:-

"تب وہ صفورہ (اہلیہ موسیٰ) دوسرا بیٹا جنی اور اس کا نام علی آزر رکھا" اور کہا:-

"کیونکہ میرے باپ کے خدا میرے پروردگار نے مجھے فرعون کے ہاتھوں سے بچایا" یہ الفاظ "علی آزر رکھا" تک تو پراٹسٹنٹ فرقہ کی بائیبل میں ہیں مگر بعد کے الفاظ نہیں۔ اب ان دو نو فرقوں میں سے ایک بہرحال غلطی پر ہے یا تو کسی نے الفاظ زائد کیئے ہیں اور یا کسی نے اصل الفاظ خارج کیئے ہیں۔ اسی کو زبانِ اردو میں تحریف کہتے ہیں۔

(۲) متی $\frac{۲۷}{۳۵}$ میں لکھا ہے:-

"تاکہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ انہوں نے میرے کپڑے آپسمیں بانٹ لیئے اور میرے کُرتہ پر قرعہ ڈالا"

یہ عبارت بھی کیتھولک فرقہ کی بائیبل میں موجود ہے مگر پراٹسٹنٹ فرقہ کی بائیبل میں یہ آیت خارج کر دی گئی ہے۔

(۳) زبور ۱۳ آیت ۲ و ۳ میں لکھا ہے:-

"ان کا گلا کُھلی ہوئی قبر ہے انہوں نے اپنی زبان سے فریب دیا ہے ان ہونٹوں میں سانپوں کا مُنہ ہے ان کے قدم خون کرنے میں تیز ہیں ان کی راہوں میں ہلاکت ہے اور انہوں نے سلامتی کی راہ نہیں پہچانی"

یہ عبارت بھی کیتھولک بائیبل میں ہے مگر پراٹسٹنٹ فرقہ کی بائیبل میں موجود نہیں ہے۔ جو تحریف کی بیّن دلیل ہے۔

اب مَیں ان دلائل کو لیتا ہوں جو عیسائی حضرات کی طرف سے بائیبل کے محرف نہ ہونے پر دیئے جاتے ہیں۔

(۱) اگر بائیبل واقعی محرّف و مبدّل ہوتی تو قرآن کریم اس کی تعریف نہ کرتا مگر قرآن کریم میں تورات اور انجیل کے متعلق آیا ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون نیز فرمایا تماما علی الذی احسن و تفصیلا لکل شیءٍ پس جن کتب کو قرآن کریم جو کہ مسلمانوں کی مسلّمہ الہامی کتاب ہے نور و ہدایت اور مفصّل اور مکمّل ہونا بتاتا ہے وہ کس طرح تحریف شدہ ہو سکتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب - جہاں جہاں قرآن مجید نے تورات کو نور اور ہدایت کہا ہے۔ وہاں ان کا نور و ہدایت ہونا نزول کے وقت سے مقیّد ہے اور یہ ہم کو بھی تسلیم ہے۔ ہمارا اور عیسائیوں کا اختلاف اس امر میں نہیں کہ زمانۂ نزول کیوقت یا بہت عرصہ بعد تک یہ کتابیں نور و ہدایت نہیں تھیں۔ بلکہ ہمارا جھگڑا صرف یہ ہے کہ ہمارے نزدیک زمانۂ نزولِ قرآن کریم میں قرآن سے پہلی کتابیں محرّف و مبدّل ہو چکی تھیں اور تمام وہ آیات جو عیسائی صاحبان قرآن مجید سے تورات اور انجیل کی تعریف میں پیش کرتے ہیں ان سب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نور و ہدایت اور کامل ہونا موجودہ زمانے کے لئے نہیں بلکہ زمانۂ نزول اور منسوخ ہونے سے قبل تک تھا جیسے کہ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدیً ونور - فیھا ھدی و نور جملہ حالیہ ہے اور حال اپنے عامل یعنی فعل کے زمانے کو چاہتا ہے جیسے جاء زیدٌ راکباً میں رکوب کا وہی زمانہ ہے جو جاء کا ہے اسی طرح فیھا ھدی ونور کا زمانہ بھی وہی ہے جو انا انزلنا کا ہے اور یہ ہم کو مسلّم ہے۔ اس پر سوال ہوتا ہے کہ تورات اور انجیل کی جو حالت نزول کے وقت تھی وہ کب تک قائم رہی۔ اس کے جواب کیلئے فرمایا یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا کہ تورات اسوقت تک محفوظ رہی۔ جب تک اس قوم میں نبی آتے رہے اور چونکہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے بعد بنی اسرائیل میں نبیوں کا سلسلہ بند ہو گیا ہے جیسے قرآن کریم فرماتا ہے علیٰ فترۃ من الرسل یعنی رسول کریم صلعم کا آنا بڑے وقفے کے بعد ہوا ہے اس لئے نبیوں کی نگرانی نہ کرنے کی وجہ سے تورات مبدّل و محرّف ہو گئی -

(۲) **دلیل دوئم** - قرآن مجید فرماتا ہے ولیحکم اھل الانجیل یعنی اہلِ انجیل کو چاہیئے کہ انجیل کے مطابق فیصلہ کیا کریں نیز دوسری جگہ فرمایا کہ لستم علی شیءٍ حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل من ربکم - ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ اہل کتاب کا فرض ہے کہ تورات اور انجیل کو حَکَم بنائیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات اور انجیل زمانہ نزولِ قرآنِ کریم میں صحیح اور قابل عمل تھیں کیونکہ اگر محرّف ہو چکی ہوتیں تو ان پر عمل کرنے کا کبھی قرآن کریم میں حکم نہ ہوتا۔

جواب (۱) یہ حکم اہل کتاب کو دیا گیا اور ان کے نزدیک تورات و انجیل محرّف و مبدّل نہ تھیں اور وہ انہیں الہامی کتب سمجھتے تھے لیکن عمل کے وقت ان کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اس لئے بطور تنبیہ کے فرمایا لستم علیٰ شیءٍ حتّٰی تقیموا التوراۃَ والانجیل - یعنی تم جو ان کتب کو صحیح مانتے ہو اور عمل نہیں کرتے یہ تمہاری غلطی ہے۔ پس یہ حکم مخالفین کے اپنے خیال اور نقطۂ نگاہ کی وجہ سے ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ب) اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کتب صحیح اور واجب العمل ہوتیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کو حکم بنانے اور عمل کرنے کا حکم مسلمانوں کو نہ دیا گیا پس تورات و انجیل پر چلنے کا حکم مسلمانوں کو نہ دینا اور صرف اہل کتاب کو مخاطب کرنا اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ ان آیات میں حقیقتاً حکم دینا مراد نہیں بلکہ ان کتب کو الہامی اور درست سمجھنے والوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو جاتی ہے کہ ایک آریہ کے اگر اولاد نہ ہو تو اس کو طنز کے طور پر نیوگ کی تعلیم پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی جائے پس جس طرح ہمارا اس آریہ کو یہ کہنا حقیقی نہ ہوگا بلکہ طنز کے طور پر ہوگا اسی طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول نے طنز کے طور پر فرمایا ہے کہ جب تم ان کتب پر عمل نہیں کرتے جن کو تم الہامی اور سچی سمجھتے ہو تو دوسروں پر کیا کرو گے۔

(ج) رسول کریم صلعم نے دعویٰ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں تو عیسائیوں اور یہودیوں نے انکار کر دیا۔ اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں معیاروں کے مطابق آئے تھے جو تورات اور انجیل میں راستبازوں کے لکھے ہیں تو اہل کتاب کا حضورؐ کے دعویٰ کا منکر ہو جانا درصل ان معیاروں کا انکار کرنا ہے جو تورات و انجیل میں آئے ہیں۔ اس لئے فرمایا ولیحکم اھل الانجیل بما انزل فیہ کہ انجیل والوں کو رسول مقبول صلعم کی صداقت پرکھنے کے لئے بجائے کسی اور طرف جانے کے خود انجیل کو ہی حَکَم بنالینا چاہیئے اور یہ ہمیں بھی مسلّم ہے کہ انجیل باوجود محرّف و مبدّل ہو جانے کے ابھی تک نبی کریم صلعم کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے حَکَم بن سکتی ہے مثلاً انجیل میں لکھا ہے "کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے" یہ راستباز کا ایسا معیار ہے جو کہ آیت فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون کے مطابق نبی کریم صلعم میں بھی پایا جاتا ہے پس ہم آج بھی یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ کہتے ہیں کہ لستم علیٰ شیءٍ حتّٰی تقیموا التوراۃ والانجیل کہ اے یہودیو! اور عیسائیو! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں تمھارا فرض ہے کہ تورات و انجیل کو حَکَم تسلیم کرو اور جو سچوں کے معیار ان میں بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق آنحضرت صلعم کی صداقت کو پرکھ لو۔

دلیل ثالث۔ ہم قرآن مجید میں یہ جا بجا لکھا ہوا پاتے ہیں کہ قرآن مجید تورات و انجیل کا مصدق ہے اور مصدّق کے معنے سچا قرار دینے والے کے ہیں پس جب قرآن کریم ان کو سچا قرار دیتا ہے تو پھر سچی کتاب میں تحریف کیونکر ممکن ہے۔

جواب (۱) ایک مثال سے اس کا جواب واضح ہو جاتا ہے۔ اور وہ مثال یہ ہے کہ ایک شخص زید نامی جو اٹھارہ سو نوے ۱۸۹۰ میں پیدا ہوا تھا دس برس کی عمر میں افریقہ بھاگ گیا جب وہ قادیان سے جاتا ہے اس کے تمام اعضاء صحیح و سلامت ہوتے ہیں لیکن افریقہ میں جنگ کے موقعہ پر یا کسی اور حادثہ سے اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہاتھ دونوں پاؤں اور ناک کٹ جاتے ہیں اور ۱۹۳۴ء میں وہ افریقہ سے قادیان واپس آتا ہے اس عرصہ میں اس کا والد جس کا زید کے سوا کوئی وارث نہیں ایک بڑی جائیداد چھوڑ کر مرجاتا ہے زید افریقہ سے واپس آکر گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں دعویٰ کرتا ہے کہ میری جائیداد مجھ کو دلائی جائے۔ لیکن چونکہ وہ عرصہ سے لاپتہ تھا اس لئے ڈپٹی کمشنر اس کو کہتا ہے کہ تو کسی معتبر کی تصدیق پیش کر اب ہم عیسائیوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ واقعہ میں زید جو ۱۰ برس کی عمر میں قادیان سے چلا گیا تھا اس کے وہی زید ہونیکی تصدیق ڈپٹی کمشنر سامنے کرینگے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں لازماً ہر عیسائی یہی کہیگا کہ زید کے زید حقیقی ہونے کی باوجود تغیر و تبدّل جسم ہونیکے تصدیق کرنی چاہیئے اس سے معلوم ہوُا کہ تبدیل کا تصدیق و تسلیم کرنا دونو ایک جگہ جمع ہوسکتے ہیں۔ پس اسی طرح قرآن کریم کا باوجود تورات و انجیل کو محرّف تسلیم کرنے کے ان کی تصدیق کرنا صحیح اور درست ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن کی تصدیق کے یہ معنے ہیں کہ یہ کتابیں گو محرّف مبدّل ہوچکی ہیں مگر اپنی اکثریت اور مواد کے لحاظ سے بیشک وہی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔

(ب) مصدق کے معنے سچّا قرار دینے والے کے ہیں اور قرآن مجید ان معنوں کے لحاظ سے بھی مصدّق ہوسکتا ہے کہ ان الہامی کتب میں ایک آنیوالے نبی اور اس کی کتاب کی پیشگوئی تھی جیسا کہ استثناء باب ۳۳ میں لکھا ہے:-

"فاران کے پہاڑ سے ان پر جلوہ گر ہوُا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"

اب یہ پیشگوئی ... ... سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کے وجود پر پوری ہی نہیں ہوتی پس اگر رسول مقبول صلعم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو تورات کی یہ پیشگوئی غلط نکلتی اور ثابت ہوتا کہ تورات سچّی کتاب نہیں لیکن قرآن مجید اور رسول کریم صلعم کے آنے نے تورات کو سچّا ٹھیرایا۔ پس قرآن مجید کے مصدّق ہونیکے یہ معنے ہیں کہ آنیوالے نبی اور آنیوالی کتاب کی تمام پیشگوئیاں اور علامات حضور علیہ السّلام اور قرآن مجید کے ذریعہ پوری ہوئی ہیں۔ اس لئے مصدّق کے یہ معنے نہیں سمجھ لینے چاہیئے۔ کہ ہماری کتاب اور ہمارے رسول ؐ نے تورات اور انجیل کی حرف بحرف تصدیق کی ہے بلکہ ہمارا رسول ؐ اور ہماری الہامی کتاب۔ کتب سابقہ کی ان پیشگوئیوں کے مطابق آئے ہیں جو آئندہ زمانہ کے متعلق ان میں درج کی گئی تھیں اس لئے مصدّق کے معنے مصداق کے ہیں اور ان معنوں کی رُو سے تحریف پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلیل رابع ۔ تورات و انجیل الٰہی کلام ہیں ۔ اور الٰہی کلام میں تغیّر و تبدّل ممکن نہیں ۔ اگر الٰہی کلام کو بدلا جا سکتا ہے ۔ تو قرآن کریم میں بھی تحریف ممکن ہے ۔ کیونکہ وہ بھی کلام الٰہی ہے ۔

جواب (۱) قرآن کریم کی حفاظت اور پہلی کتب کی حفاظت میں بہت فرق ہے ۔ اور یہ بھی قرآن کریم کے باقی الہامی کتب سے افضل ہونے کی ایک دلیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔ انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون الّذین اسلموا للذین ھادوا والربّانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ ۔ وکانوا علیہا شھداء یعنی تورات کی حفاظت ہم نے اپنے ذمہ نہیں لی تھی بلکہ تین قسم کے لوگوں کو تورات کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اوّل نبی دوم درویش یعنی نیک لوگ ۔ سوم عالم ان تینوں کے متعلق فرمایا بما استحفظوا من کتاب اللہ ان تینوں کو تورات کے محافظ قرار دیا گیا تھا لیکن انبیاءؑ کے متعلق فرمایا علیٰ فترۃ من الرسل یعنی مسیحؑ کے بعد سینکڑوں سال کا وقفہ پڑ گیا اور کوئی نبی نہ آیا ۔ پس ایک نگران تو دنیا میں قائم نہ رہا اور باقی دو نگرانوں کے متعلق فرمایا یاایّھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیأ کلون اموال الناس بالباطل یعنی باقی محافظ موجود تو دنیا میں رہے مگر خود بگڑ گئے اور خراب ہو گئے اس لئے کلام الٰہی میں تحریف و تبدیل داخل ہو گئی ۔

لیکن قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق فرمایا انّا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ توریت و انجیل کی طرح قرآن مجید کو بھی خدا نے اُتارا ۔ مگر ان کتابوں کی طرح اس کتاب کی حفاظت اور ذمہ واری نبیوں درویشوں اور عالموں کے ذمہ نہیں لگائی بلکہ انا لہ لحافظون کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ اپنے اوپر لیا ۔ پس اس فرق کی وجہ سے تورات میں تحریف ممکن ہے مگر قرآن کریم میں ہرگز نہیں ۔ اور قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ لایبدّل القول لدیّ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کلام الٰہی میں تحریف ممکن نہیں بلکہ اس کا مطلب سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو وعدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا جائے وہ باوجود کوششوں کے اس کو پورا ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا اور اس آیت کا تحریف سے کوئی تعلق نہیں ۔

دلیل خامس ۔ توریت و انجیل میں اگر تحریف ہوئی ہے تو تین سوالوں کا جواب جبتک نہ دیا جاوے اور مدلّل طور پر ان کا ردّ نہ کیا جاوے تب تک دعویٰ تحریف بے بنیاد ہے ۔

اوّل یہ کہ اگر ان ہر کتب میں تحریف ہوئی ہے تو کس نے کی ۔

دوم اگر بالفرض تحریف ہوئی ہے تو ثابت کیا جائے کہ کب ہوئی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوم کس بنا پر اور کیوں وہ تحریف کی گئی۔
جواب۔ (۱) ہمارے نزدیک تحریف ثابت کرنے کیلئے ان سوالوں کو حل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر ہمیں ان کا جواب نہ بھی آتا ہو تب بھی ہم تحریف کو ثابت کر سکتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے ایک مثال کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی کا گلا کٹا ہُوا دیکھ کر اور معلوم کر کے کہ مرا ہُوا ہے پولیس کو اطلاع دیتا ہے پولیس آکر مقتول کو دیکھتی ہے اور اس کے بھائی سے پوچھتی ہے کہ تیرے بھائی کو کس نے قتل کیا تو اس کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ "مجھے علم نہیں"۔ پھر پوچھتی ہے کہ اس کو قاتل نے کیوں قتل کیا پھر وہ کہتا ہے "مجھے علم نہیں" پھر وہ پوچھتی ہے کہ کہاں اور کب قتل کیا۔ تو وہ کہتا ہے "مجھے علم نہیں"، تو کیا پولیس یہ کہہ سکتی ہے کہ چونکہ تجھے "کیوں" "کس" اور "کب" کا علم نہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ تیرا بھائی قتل نہیں ہُوا۔ ہر شخص اس مثال کو سُنکر یہی کہیگا کہ وقوعہ قتل کو ثابت کرنے کے لئے ان تینوں سوالوں کا حل ضروری نہیں ہے کیونکہ امر محسوس ہے اس لئے ہم ایک شخص کو گلا کٹا دیکھتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ وقوعہ قتل ہو چکا ہے۔ اسی طرح تحریف کے معنے ہیں کلام کا بدلایا جانا ہمارے نزدیک تحریف ہے پس جب ہم دیکھیں گے کہ سنہ ۱۹۳۰ء کی بائیبل میں یہ عبارت ہے اور سنہ ۱۹۳۴ء کی بائیبل میں وہ نہیں ہے تو ہم یقین کرینگے کہ تحریف کی گئی ہے حالانکہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ تحریف کس نے کی کب کی اور کیوں کی۔ نیز ہمارا اور عیسائیوں کا اختلاف تو صرف یہ ہے کہ ہم ثابت کرتے ہیں کہ تحریف ہوئی وہ کہتے ہیں "نہیں ہوئی"، اس لئے ان سوالوں کو حل کئے بغیر بھی ہم اس مبحث کو ثابت کر سکتے ہیں پھر اگر بالفرض ہم مان لیں کہ یہ سوال حل کئے بغیر تحریف ثابت نہیں ہو سکتی تو بھی کیا ہُوا۔ ہم ایک محرّف شدہ حوالہ لے کر ان سوالوں کو حل کر دیتے ہیں مثلاً استثناء ۳۳/۲ کی آیت جس میں سنہ ۱۹۳۱ء کی بائیبل مطبوعہ الٰہ آباد میں "دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ کی بجائے" "لاکھوں قدوسیوں میں" کر دیا گیا ہے اس کو ہم ثابت کرنے کے لئے بتاتے ہیں۔ سنو!

کس نے کیا؟ عیسائیوں کی الٰہ آباد بائیبل سوسائٹی نے کیا۔
کیوں کیا؟ اسواسطے کیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلعم نہ ہوں۔
کب کیا؟ سنہ ۱۹۳۱ء میں کیا۔

اب ان سوالات میں مشکل کونسی ہے کہ ان کے بغیر تحریف ثابت نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کے آیات و سُوَر کے باہمی ربط و نظم پر نظر

(نمبر ۹)

(گذشتہ سے پیوستہ)

باب ششم

تجربہ قوانین ارتقاء اور حالات بنی اسرائیل کا امت مسلمہ پر انطباق

یہ مضمون آیت نمبر ۱۰۱ (ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات بینات الاٰیۃ) سے شروع ہوتا ہے۔ اور دلائل تاریخی سے ثابت کیا جاتا ہے کہ یہی روشن قوانین (آیات بینات) جیسا کہ پہلے اپنا ثبوت صداقت دے چکے اور اپنی زبردست قوت سے سرکش و جبار فرعونی طاقت کو پاش پاش کر چکے ہیں ایسا ہی اپنی پُر عظمت صداقت کا نظارہ آئندہ دکھانے والے ہیں۔ اور ان منکرین (کفار قریش) کو اُمّت مُسلمہ کی چھوٹی سی جماعت کے ہاتھوں عذاب مہین کا مزہ چکھانے والے ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں اُمّت مسلمہ کی آئندہ کامیابی کے طریقہ پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے کہ جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کر کے انہیں اور ان کی قوم کو اپنی سلطنت سے نکالنا چاہا تو یہ خروج و ہجرت ان کے بام ارتقاء کا اولین زینہ بنی۔ اسی طرح اُمّت مُسلمہ کی ترقی کا نقشہ بھی پیش نظر ہے۔ تسع آیات بیّنات جس طرح اُمّت موسوی کیلئے نصاب ترقی تھا۔ اسی طرح اُمّت مُسلمہ کیلئے گذشتہ قوانین نصاب ترقی ہیں۔ تسع آیات کی تفسیر عموماً مفسرین نو معجزات سے کرتے ہیں۔ یہ بھی اگرچہ اپنے موقعہ پر صحیح ہے۔ لیکن سیاق قرآن اس امر کا مقتضی ہے کہ اس سے مراد شریعت اسرائیلی کے نو احکام ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دو یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ حضرت موسیٰؑ کو وہ نو آیتیں کونسی دیگئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہیں۔ شرک[۱] نہ کرو۔ زنا[۲] نہ کرو۔ کسی کو بے گناہ قتل[۳] نہ کرو۔ چوری[۴] نہ کرو۔ جادو[۵] نہ کرو۔ سود[۶] نہ کھاؤ۔ حاکم کے پاس کسی بے جرم کی چغلی[۷] نہ کھاؤ۔ کسی پاکدامن پر تہمت[۸] نہ لگاؤ۔ اور میدان جہاد[۹] سے نہ بھاگو۔ (اس نویں حکم میں راوی کو شک ہے۔ یہ حکم دراصل ماں باپ کی اطاعت ہے) اور اے یہود یہ دسواں حکم خاص تم پر فرض ہے۔ کہ سبت کے دن زیادتی نہ کرو" (رواہ النسائی والترمذی وابن ماجہ) توراۃ میں بھی یہی احکام کسیقدر فرق کے ساتھ مذکور ہیں۔ اور اس میں فرار عن الزحف (یعنی میدان جنگ سے بھاگنے) کی بجائے ماں باپ کی اطاعت کا ذکر ہے۔

اس تفسیر پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ احکام تو بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوقت دیئے گئے تھے۔ جبکہ بنی اسرائیل مصر سے ارض مقدس کی طرف جارہے تھے۔ پھر فقال له فرعون کے کیا معنی؟

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ موجودہ تورات میں اس کا ذکر نہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہلی دفعہ طور سیناء میں علاوہ ان دو برہانوں[1] (عصا و ید بیضاء) کے کوئی احکام الٰہیہ بھی نازل ہوئے تھے یا نہیں۔ مگر قیاس یہی چاہتا ہے کہ احکام[2] بھی ضرور عطا ہوئے ہونگے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفوس ہوتا ہے۔ جو بغیر تعلیم احکام ربّانی نہیں ہوسکتا ہے۔ سورۂ نازعات میں اس کا تذکرہ ہے۔ اذهب الى فرعون انه طغى فقل هل لك الى ان تزكى واهديك الى ربك فتخشى فاراه الاية الكبرى۔

اس میں تصریح ہے کہ فرعون کو دو امروں کی طرف توجہ دلانے کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ ایک تزکیہ۔ یعنی ان رذائل و قبائح سے بچانا جو باعث بُعد و غضب الٰہی ہوں۔ دوسرا راہ ربانی (صراط مستقیم) کی راہنمائی کہ جس کے ذریعہ قرب الٰہی اور رضائے ربّانی حاصل کیجا سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس تبلیغ پر فرعون کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے۔ اس کا ذکر آگے یوں ہے؛

فقال له فرعون انى لاظنك يموسٰى مسحورًا — اے موسیٰ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تجھ پر کسی نے جادو کردیا۔

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کفار کو احکام الٰہیہ کی تبلیغ فرماتے ہیں تو ان کی طرف سے بھی یہی جواب ملتا ہے۔

اذ يقول الظالمون ان تتبعون الا رجلًا مسحورًا۔ (بنی اسرائیل) — جبکہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو صرف جادو کیئے ہوئے شخص کی پیروی کرتے ہو۔

وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلًا مسحورًا (فرقان) — اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو جادو شدہ شخص کے پیرو بنتے ہو۔

---

[1] سورۂ قصص میں ہے فذانك برهانان من ربك الى فرعون وملائه۔ جس سے معلوم ہوا کہ کوہ طور پر جو معجزات عطا ہوئے تھے وہ فقط دو تھے۔ اس کے چند آیات بعد ہے۔ بآياتنا انتما ومن اتبعكما الغالبون فلما جاء هم موسٰى باياتنا بينات قالوا ما هذا الا سحر مفترى وما سمعنا بهذا فى اٰبائنا الاولين۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات بیّنات ان دو معجزوں کے علاوہ احکام الٰہی تھے۔ جن کی تبلیغ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذمہ لگائی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو فرعون کے سامنے پیش بھی کیا ۱۲ منہ

[2] ہاں اس وقت فقط وہی احکام نازل ہوئے ہونگے جو اصول اساسی اور قوانین کلیہ جمیع ملل کے جا سکتے ہیں۔ یعنی تسع آیات بینات۔ اور سبت کا حکم اسوقت نازل نہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہ خصوصی ہے۔ جو تدوین شریعت کے وقت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ اسوقت کے مناسب حال ہے۔ جبکہ اُمّت کو آزادی اور آرام میسّر آئے۔ چنانچہ سبت کے معنی میں بھی یہی مقصد پایا جاتا ہے۔ البتہ بعد ہجرت کے جبکہ موسیٰ علیہ السلام دوبارہ کوہ طور پر گئے اور اسوقت از سر نو تجدید احکام کیگئی۔ اور تدوین شریعت کی بنیاد رکھی گئی۔ اور پتھر کی دو لوحوں میں شریعت الٰہیہ کو مدون کیا گیا۔ تو اسوقت ان نو احکاموں کے علاوہ دسواں حکم تعظیم سبت کا بھی دیا گیا کیونکہ یہ اسوقت کے مناسب حال تھا۔ ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس طرح فرعون کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وانی لاظنک یافرعون مثبورًا (ترجمہ) اے فرعون مَیں تجھے ہلاک شدہ سمجھتا ہوں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے جواب میں بھی وحی الٰہی یوں اُترتی ہے۔

فسوف یدعوا ثبورًا و یصلی سعیرًا (انشقاق)
واذا القوا منھا مکانًا ضیقًا مقرنین
دعوا ھنالک ثبورًا لاتدعوا
الیوم ثبورًا واحدًا وادعوا ثبورًا
کثیرًا (فرقان ۱۳ و ۱۴)

پس عنقریب وہ ہلاکت مانگیگا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔
اور جب وہ دوزخ کی تنگ جگہ میں جکڑے
ہوئے ڈالے جائینگے تو وہاں ہلاکت کو پکارینگے
(جواب ملیگا) آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت
سی ہلاکتوں کو پکارو۔

اب دیکھئے۔ ایک دعویٰ فرعون نے کیا۔ اور ایک موسیٰ علیہ السلام نے۔ مگر صحیفۂ فطرت نے کِس کو صحیح کر دکھایا۔ چنانچہ ان کے دعویٰ کی صداقت کا جب وقت آیا۔ تو فرعون کو یہ سُوجھی کہ حضرت موسیٰؑ اور انکی جماعت کو ملک بدر کرنے لگا۔ فاراد ان یستفزھم من الارض۔ حالانکہ حقیقت میں یہ اس کی اپنی تباہی کا سامان تھا۔ کیونکہ نبی کا وجود قوم کیلئے باعث امان ہوتا ہے۔ جبتک کسی قوم میں نبی رہتا ہے اس پر عذاب نہیں آتا۔ سورۂ انفال میں ہے۔ وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (انفال: ۳۳) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان کفار کو ایسے حال میں عذاب نہیں دیگا جبکہ تُو ان میں موجود ہو۔ اور ایسے وقت بھی نہیں جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ اب اِدھر فرعون نے تو یہ ارادہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا کہ اپنی مخلص جماعت کو فرعون کے حُکم سے ذِلّت کے ساتھ ملک سے نکلوائے۔ لہٰذا حکمِ فرعونی نافذ ہونے سے پہلے خود ہی ہجرت کا حکم دیدیا۔ تاکہ قدوسی حکم کی پرستار جماعت کو عزّت و اوج کے سفر میں مظفر و منصور کرے۔ اب فرعون کی دوسری بدبختی کو دیکھئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام جب اپنی جماعت کو سفر ہجرت پر لے چلتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے ارادہ کی کامیابی کو پاکر خاموش ہو جاتا۔ اُلٹے ان کا تعاقب کرتا ہے۔ لیکن تدبیر الٰہی اسی تاک میں تھی۔ ان ربک لبالمرصاد (فجر) اسوقت اس پر غضب الٰہی کی گھڑی آ پہنچتی ہے۔ اسے فورًا مع اپنی جماعت کے غرق کر دیا جاتا ہے۔ فاغرقناہ ومن معہ جمیعًا۔ بعینہٖ اسی طریق پر کفار قریش بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکالنے کے متعلق تدبیر کرتے ہیں۔ جس کا ذکر گذشتہ آیات میں بھی ہو چکا۔ وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منھا اور سورۂ انفال میں ہے۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک

اور جب کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تاکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

او یقتلوك او یخرجوك و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (۸ : ۳۰)

تجھے قید کریں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ بھی تدبیر کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔

مگر مشیت الٰہی نے ان کا داؤ نہ چلنے دیا۔ اس لئے ان کے حُکم کے نفاذ سے پہلے حُکمِ ہجرت دیکر دار السلام مدینہ میں مظفر و منصور پُہنچایا۔ مگر بدقسمتی سے اس پر بھی کفار راضی نہ ہوئے۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کو مٹانے کیلئے لشکر جرار کے ساتھ بدر کے میدان میں پُہنچکر معرکہ آراء ہوئے۔ اسوقت جلال الٰہی نے اپنے غضب آلودہ ہاتھ سے اس وعدہ کو سچّا کر دکھایا جس کا پہلے سے یوں اعلان کیا گیا تھا۔ فسوف یدعو ثبورا و یصلی سعیرا (انشقاق) چنانچہ دوسرے ہی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قلیب بدر پر انہیں کفار جبابرہ سے تصدیق وعدہ الٰہی کی شہادت کا مطالبہ یوں فرما رہے تھے۔ فھل وجدتم ما وعد ربکم حقاً۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچّا پایا؟ پھر جس طرح فرعون کی تباہی کے بعد بنی اسرائیل کو اپنے مرکزی قبلہ (یروشلم) کی بشارت دی گئی۔ وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض۔ اسی طرح اس میں اُمّتِ مُسلمہ کیلئے بھی ان کے مرکزی قبلہ (مکّہ) کے فتح کی پیشگوئی ہے۔ جو اپنے وقت میں پوری ہوئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ فی ھذا ابشارۃ لمحمدٍ بفتح مکۃ مع ان السورۃ مکیۃ۔ اور جس طرح بنی اسرائیل کے ایک مُدّت تک فاتحانہ اقتدار رہنے کے بعد ان کے تنزّل و ادبار کی یوں خبر دیگئی فاذا جاء وعد الاٰخرۃ جئنا بکم لفیفاً۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اُمّت کیلئے یہ پیشگوئی فرمائی۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً شبراً و ذراعاً ذراعاً (بخاری کتاب الاعتصام) تم ضرور پہلی اُمّتوں کے طریقوں کی پوری پوری پیروی کروگے۔

(ربط آئندہ)

بنی اسرائیل کے حالات اس لئے بیان کیئے جا رہے ہیں تاکہ اُمّت مُسلمان کے ذریعہ اپنے مستقبل کا نقشہ پیش نظر رکھ سکے۔ شعر

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں ؛ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

اسی نکتہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا۔ وبالحق انزلناہ و بالحق نزل یعنی وعدۂ حق پر دستور بنی اسرائیلی اُتارا گیا تھا اور جس کی حقانیت و صداقت کا تجربہ ہو چکا۔ اسی اصول پر یہ قرآن بھی اُترا۔ جسکی پُر زور قوّتِ حق کا تجربہ تم عنقریب کرلوگے۔ اور جس شخص پر یہ قرآن اُترا ہے۔ وہ بھی جمال و جلال کی دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجلّیوں (شانِ عیسوی و موسوی) کے ساتھ مبعوث ہُوا ہے۔ وما ارسلناك الا مبشّراً ونذیراً۔ تجلی جمال کی تاثیر سے اپنی پیرو جماعت کو ترقی و عروج کے مقام پر پُہنچا رہا ہے۔ اور تجلی جلال کا ہیبتناک نظارہ عنقریب مخالفین کو دکھانے والا ہے۔

(جوابِ شبہ)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ ہیں۔ اور آپؐ کے وقائع موسوی وقائع کے نظائر ہیں۔ تو پھر ممکن ہے کہ یہاں مخالف یہ اعتراض کرے کہ پھر کیا وجہ کہ کتاب موسیٰؑ کی طرح قرآن مجید کا نزول ایک ہی دفعہ نہ ہُوا۔ تدریجاً کیوں ہُوا؟ چنانچہ مخالفین کے اس اعتراض کی تصریح بھی سورۂ فرقان میں موجود ہے۔ وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة (۲۵ : ۳۲) کفار کہتے ہیں اس نبی پر سارا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اُتارا گیا۔ اور سورۂ قصص میں ہے۔ فلمّا جاءهم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ (۲۸ : ۴۸) پھر جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آگیا تو کہنے لگے اسے موسیٰؑ جیسی (وحی) کیوں نہیں دیگئی۔ لیکن مسلم کو ان کے سوالات سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کے سوالات اگرچہ بغرض اعتراض ہی ہُوا کرتے ہیں لیکن یہی اعتراضات مسلم کے حق میں کشف حقائق و معارف قرآن کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ فرقان میں ارشاد ہے۔ ولا یأتونك بمثل الا جئناك بالحق واحسن تفسیراً (۲۵ : ۳۲) یعنی مخالفین جب کوئی اعتراض کرتے ہیں۔ تو اس کے مقابل ہم ایک محققانہ تحقیق لطائف و حِکَم سے پُرشدہ تفسیر بیان کردیتے ہیں۔ فسبحان الذی جعل مع العسر یسراً۔

جواب

پس ان کے اعتراض کا جواب یہ ہے۔ وقرآناً فرقناه لتقرأه علی الناس علی مُکْثٍ ونزّلناه تنزیلاً ۝ (ترجمہ) اور قرآن کو ہم نے اس لئے متفرق کرکے اُتارا ہے تاکہ تو اسے لوگوں پر آہستہ آہستہ پڑھے اور اس لئے ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔

یعنی قرآن مجید کے آہستہ آہستہ اور متفرق نازل ہونے میں یہ حکمت ہے کہ اس طریقہ سے اس کی حفاظت اور اشاعت بخوبی ہوسکیگی۔ کیونکہ فرض کرو اگر یکبارگی مجموعہ قرآن ایسی قوم پر نازل کیا جاتا جو اُمّی محض تھی تو اس کی اشاعت تو کجا حفاظت تک اس قوم سے محال تھی۔ چونکہ قرآن حکیم کا فقط نزول ہی کافی نہیں تھا۔ بلکہ اس کی حفاظت و اشاعت کے بھی دو اہم مقاصد پیش نظر تھے۔ اس لئے انہی مقاصد کو مدّ نظر رکھ کر قرآن مجید کا نزول تدریجاً ہُوا۔ ان دُو مقصدوں میں سے مقصدِ اشاعت کو تو یہاں بیان کیا گیا اور مقصدِ حفاظت کا ذکر سورۂ فرقان میں ہے۔ لنثبت به فؤادك ورتلناه ترتیلاً۔ یعنی تاکہ اس تدریجی نزول سے تیرے دل کو قرآن کی یاد سے مضبوط کردیں اس لئے قرآن آہستہ آہستہ اُتارا جارہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن حکیم کے تدریجی نزول کی پیشگوئی کُتب سابقہ میں

قرآن حکیم کے تدریجی نزول کی پیشگوئی کتب مقدسہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضرت یسعیاہؑ مختلف شہروں بابل۔ دمشق۔ مصر۔ عرب وغیرہ کی بابت الہام سُناتے ہوئے باب ۲۴ تا ۲۸ میں نبی اُمی عربی کے زمان بعثت کا پتہ دیتے ہوئے اور آپؐ کی عالمگیر نبوت کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں یوں فرماتے ہیں:۔

"وہ کس کو دانش سکھائیگا کس کو وعظ کرکے سمجھا دیگا ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا جو چھاتیوں سے جُدا کیے گئے۔ کیونکہ حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون قانون پر قانون ہوتا جاتا تھا۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ ہاں وہ وحشی کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کریگا۔" (یسعیاہ ۲۸-۹-۱۰-۱۱)

اس میں تصریح ہے کہ وہ نبی صاحب شریعت ہوگا اور اس کی شریعت احکام اور قوانین پر مشتمل ہوگی۔ اور فقرہ "حکم پر حکم قانون پر قانون" میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی شریعت کا نزول یکبارگی نہ ہوگا بلکہ تدریجاً تھوڑے تھوڑے احکام حسب مصلحت و ضرورت وقت متفرق طور نازل ہونگے۔ وہ لوگ جو قرآن مجید کے تدریجی نزول پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اس پیشگوئی پر غور کریں کہ کس طرح قرآن حکیم کی صداقت پر مدتوں پہلے شہادت دی گئی ہے۔ چونکہ اس پیشگوئی کے ذریعہ اہل کتاب کو قرآن کریم کے تدریجی نزول کا علم تھا۔ اس لئے ان کا اس بارہ میں اعتراض کرنا محض عناد اور تعصب پر مبنی ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر فرقان حمید انہی کفار کو الزام دیتا ہے۔ فلمّا جاءهم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل (القصص: ۴۸)

صداقت قرآن پر تعلیم یافتہ جماعت کی شہادت

چونکہ قرآن حکیم کی پیشگوئیاں کتب سابقہ میں بکثرت موجود ہیں۔ جو اہل کتاب مذہبی تعلیم یافتہ جماعت پر مخفی نہیں اس لئے جویائے حق طبائع کے سامنے قرآن مجید کی صداقت کے لئے نئے دلائل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کے لئے صداقت قرآن کا بہترین معیار یہ ہے کہ وہ اس امر پر غور کریں کہ کیا اس کو مذاہب سابقہ کی تعلیم یافتہ جماعتیں بھی قبول کر رہی ہیں یا نہ۔ چنانچہ آگے قرآن مجید کی صداقت جانچنے کیلئے اسی معیار کو پیش کیا جاتا ہے۔

قل اٰمنوا به اولا تؤمنوا۔ ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلی علیهم یخرّون للاذقان سجدًا

کہدو خواہ اسے مانو یا نہ مانو لیکن وہ لوگ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب یہ قرآن ان پر پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ٥ ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعًا ٥

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے۔ ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے اور دوبارہ وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے ہیں اور یہ ان کی عاجزی بڑھاتا ہے۔

اور چونکہ تورات میں بنی اسرائیل کے عروج و تنزل کے دو دو دوروں کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ ابتداء سورۃ میں مذکور ہوا۔ اور ان کے دوسرے دور تنزل کے بعد پھر یہ ارشاد ہوا تھا۔ عسٰی ربکم ان یرحمکم۔ یعنی پھر انہیں تنزل سے نکال لینے کی تدبیر یوں بتائی گئی تھی۔ کہ بذریعہ بعثت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔ اور اسوقت دستور ترقی ایسا اعلیٰ وارفع دیا جائیگا جس کے مقابلے میں بنی اسرائیل کے سابقہ دستور ترقی کی کچھ بھی وقعت نہ ہوگی۔ پس جب سمجھدار ہستیاں وہ قوانین سُنتی ہیں جو تورات کی پیشگوئی کا مصداق ہیں۔ تو ایسی زبردست صداقت کا منظر دیکھتے ہی اس کے تسلیم و انقیاد کا عملی طور سے یوں ثبوت دیتے ہیں کہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں۔ یخرون للاذقان سجدًا اور تقریر سے اس کی صداقت کی یوں شہادت دیتے ہیں۔ سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ وہ قدوس ذات جو قوموں کو تربیت دینے والی ہے ان شوائب نقص سے پاک ہے جو انسان کو کسی پیشگوئی کے وقت پیش آیا کرتے ہیں ہم نے بذات خود مشاہدہ کر لیا کہ خدا کا وعدہ پورا ہو چکا۔ اور پھر دوبارہ روتے ہوئے سجدہ میں گرتے ہیں۔ ویخرون للاذقان یبکون اس لئے کہ مبادا ایسی پیشگوئیوں کے وقت کہیں عرض ابتلاء میں نہ آجائیں کیونکہ پیشگوئیاں کثیر المعانی ذو الوجوہ والمعارف ہونے کی وجہ سے ایمانی آزمائش کے لئے ایک خطرناک مقام اور پُر صعوبت عقبہ ہوتا ہے۔ جس سے کچّی اور ضعیف الایمان طبائع پھسل جاتی ہیں۔ اور مسخ شدہ فطرتوں کے لئے وہ پیشگوئیاں حجاب مستور بن جاتی ہیں ÷

فریج پروفیسر سٹیڈیو کتاب "خلاصہ تاریخ العرب" میں لکھتے ہیں:۔

"آنحضرتؐ خوش خلق، خاموش طبع، دائمی عابد، صائب الرائے اور سلیم العقل تھے۔ انصاف کے معاملے میں اپنے بیگانے کو یکساں سمجھتے تھے غریبوں سے محبّت کرتے تھے جاہلوں کی حرکات پر تحمل فرماتے تھے۔ زمین پر بغیر کسی فرش کے بیٹھ جاتے اپنے کپڑوں کو پیوند لگا لیتے اور اپنے جُوتے خود گانٹھ لیتے تھے"

مسٹر ای رائے فری مین نے لکھا ہے:۔

"اگر حضرت محمدؐ صاحب راستباز مصلح نہ ہوتے تو اپنے مقدّس فرض کی انجام دہی میں آخر وقت تک استقلال اور ثابت قدمی کا ثبوت نہ دے سکتے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمانوں کی موجودہ حالت پر تبصرہ

تنظیم کا صحیح طریقہ

اجتماعی نظم، خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو، اور کسی غرض وغایت کیلئے ہو، اپنے قیام اور اپنی کامیابی کیلئے دو چیزوں کا ہمیشہ محتاج ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ جن اصولوں پر کسی جماعت کی تنظیم کیگئی ہو، وہ اس پوری جماعت اور اُس کے ہر ہر فرد کے دل و دماغ میں خوب بیٹھے ہوئے ہوں، اور جماعت کا ہر فرد ان کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

دوسرے یہ کہ جماعت میں سمع و اطاعت کا مادہ موجود ہو، یعنی اس نے جس کسی کو اپنا صاحب امر تسلیم کیا ہو، اس کے احکام کی پوری طرح حفاظت کرے، اس کے مقرر کیئے ہوئے ضوابط کی سختی کے ساتھ پابند رہے، اور اس کے حدود سے تجاوز نہ کرے۔

یہ ہر نظام کی کامیابی کیلئے ناگزیر شرطیں ہیں، کوئی نظام خواہ وہ نظام عسکری ہو یا نظام سیاسی یا نظام عمرانی یا نظام دینی۔ ان دو تو شرطوں کے بغیر نہ قائم ہو سکتا ہے نہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے۔

دُنیا کی پوری تاریخ اُٹھا کر دیکھ جائیے آپکو ایک مثال بھی ایسی نہیں ملیگی، کہ کوئی تحریک تھوڑے، منافق، نافرمان اور غیر مطیع پیروؤں کے ساتھ کامیاب ہوئی ہو، یا بدرجۂ آخر چل سکی ہو تاریخ کے صفحات میں بھی جانے کی ضرورت نہیں، خود اپنے گردوپیش کی دنیا ہی پر ایک نظر ڈال لیجے آپ اس فوج کے متعلق کیا رائے قائم کرینگے، جو اپنی سلطنت کی وفادار اور اپنے سالار لشکر کی مطیع فرمان نہ رہے، جس کے سپاہی فوجی ضوابط کی پابندی سے انکار کر دیں، پریڈ کا بگل بجے تو کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہلے، کمانڈر کوئی حکم دے، تو سپاہی سنی ان سنی کر جائیں؟ کیا آپ سپاہیوں کے ایسے انبوہ کو "فوج" کہہ سکتے ہیں؟ کیا آپ امید کر سکتے ہیں کہ ایسی بن سری فوج کسی جنگ میں کامیاب ہوگی؟ آپ اس سلطنت کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کی رعایا میں قانون کا احترام باقی نہ رہے، جس کے قوانین علی الاعلان توڑے جائیں، جن کے محکموں میں کسی قسم کا ضبط باقی نہ رہے، جس کے کارکن اپنے مقتدر اعلیٰ کے احکام بجالانا چھوڑ دیں؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی رعایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ایسے عمّال کے ساتھ کوئی سلطنت دنیا میں قائم رہ سکتی ہے؟ آج آپ کی آنکھوں کے سامنے جرمنی اور اٹلی کی مثالیں موجود ہیں۔ ہٹلر اور مسولینی نے جو عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے تمام دنیا اسکی معترف ہے۔ مگر کچھ معلوم بھی ہے کہ اس کامیابی کے اسباب کیا ہیں؟ وہی دو، یعنی ایمان اور اطاعت امر۔ نازی اور فاسسٹ جماعتیں ہرگز اتنی طاقتور اور اتنی کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں اگر وہ اپنے اصولوں پر اتنا پختہ اعتقاد نہ رکھتیں اور اپنے لیڈروں کی اسقدر سختی کے ساتھ مطیع نہ ہوتیں۔

یہ قاعدہ کلیہ ایسا ہے جس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ ایمان اور اطاعت دراصل نظم کی جان ہے۔ ایمان جتنا راسخ ہوگا اور اطاعت جتنی کامل ہوگی۔ نظم اتنا ہی مضبوط اور طاقتور ہوگا اور اپنے مقاصد تک پہنچنے میں اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ بخلاف اس کے ایمان میں جتنا ضعف اور اطاعت سے جتنا انحراف ہوگا، اُسیقدر نظم کمزور ہوگا اور اسی نسبت سے وہ اپنے مقاصد تک پہنچنے میں ناکام رہیگا۔ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ کسی جماعت میں نفاق، بدعقیدگی، انتشار خیال، خودسری، نافرمانی اور بے ضابطگی کے امراض پھیل جائیں، اور پھر بھی اس میں نظم باقی رہے، اور وہ کسی شعبۂ حیات میں ترقی کی طرف رواں نظر آئے۔ یہ دونو حالتیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں دُنیا جب سے آباد ہوئی ہے، اسوقت سے آجتک ان دونو کا کبھی اجتماع نہیں ہُوا۔ اور اگر قانون فطرت اٹل ہے، تو اس قانون کی یہ دفعہ بھی اٹل ہے کہ یہ دونو حالتیں کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں۔

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے جو اپنے آپکو مسلمان کہتی ہے۔ نفاق اور بدعقیدگی کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کرسکتا ہو، اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کی علانیہ تبلیغ کرتے ہیں وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو اسلامی عقاید اور شعائر کا کھلم کھلا مذاق اُڑاتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو علانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کیئے ہوئے تخیلات و افکار کو ترجیح دیتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم رکھتے ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے دشمنوں کو خوش کرنے کیلئے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے چھوٹے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کیلئے آمادہ ہوجاتے ہیں، جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ دیتے ہیں، اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں، اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اس کی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں۔ راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسد العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔

یہ تو تھا ایمان کا حال۔ اب سمع و طاعت کا حال دیکھئے۔ آپ مسلمانوں کی بستی میں چلے جائیے۔ آپکو عجیب نقشہ نظر آئیگا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے کہ مؤذن کس کو بلا رہا ہے اور کس چیز کیلئے بلا رہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گذر جاتا ہے۔ مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار لہو لعب کو یاد خدا کے لئے نہیں چھوڑتا۔ رمضان کا زمانہ آتا ہے تو بعض مسلمانوں کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے، بلکہ بس چلتا ہے تو اُلٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے۔ کوئی صحت کیلئے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی کم تر ہے۔ حلال اور حرام، پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اُٹھتا ہی چلا جاتا ہے وہ کونسی چیز ہے جس کو خدا اور رسولؐ نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں۔ وہ کونسی حد ہے جو خدا اور رسولؐ نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ وہ کون سا ضابطہ ہے جو خدا اور رسولؐ نے قائم کیا ہو اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں۔ اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں، مگر ان کروڑوں میں دیکھئے کہ کتنے فی صدی نہیں، کتنے فی ہزار بلکہ کتنے فی لاکھ خدا اور رسولؐ کے احکام کو ماننے والے اور اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں۔

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے، جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے، جس قوم سے سمع و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اُٹھ جائے، اس کا جو کچھ انجام ہونا چاہیئے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہُوا ہے۔ آج مسلمان تمام دنیا میں محکوم و مغلوب ہیں۔ جہاں ان کی اپنی حکومت موجود ہے وہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی، ذہنی اور مادّی تسلّط سے آزاد نہیں ہیں۔ جہالت، مفلسی، اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں۔ اخلاقی پستی نے ان کو حد درجہ ذلیل کر دیا ہے، امانت، صداقت اور وفائے عہد کی صفات جن کے لئے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے، اب ان سے دوسروں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف منتقل ہو چکی ہیں، اور ان کی جگہ خیانت، جھوٹ، دغا اور بدمعاملگی نے لیلی ہے، تقویٰ، پرہیزگاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں، قومی غیرت و حمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے، کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا ہے۔ آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں اور کسی مشترک غرض کے لئے ملکر کام کرنیکی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں، قوموں پر سے ان کا اعتماد اُٹھ گیا ہے اور اُٹھتا جا رہا ہے۔ ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے، ان کی قومی تہذیب و شائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے۔ گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے، بنگلوں میں رہنے والے، موٹروں پر چڑھنے والے، سُوٹ پہننے والے، بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانیوالے، ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، اپنی ہمسایہ قوموں پر انکی جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی وہ اب نہیں ہے، جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے، جو اجتماعی قوّت و طاقت ان میں پہلے تھی وہ اب نہیں ہے، اور آئندہ اس سے بھی زیادہ خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔

کوئی مذہب یا تہذیب ہو یا کسی قسم کا نظام جماعت ہو، اس کے متعلق دو ہی طرز عمل انسان کیلئے معقول ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ اس میں داخل ہو تو اس کے اساسی اصول پر پورا پورا اعتقاد رکھے اور اس کے قانون و ضابطہ کی پوری پوری پابندی کرے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اس میں داخل نہ ہو یا ہو چکا ہے تو بالاعلان اس میں سے نکل جائے۔ ان دونو کے درمیان کوئی تیسری صورت معقول نہیں ہے، اس سے زیادہ نامعقول کوئی طرز عمل نہیں ہو سکتا کہ تم ایک نظام میں شریک ہو اس کے ایک جزو بن کر رہو، اس نظام کے تابع ہونے کا دعویٰ کرو، اور پھر اس کے اساسی اصولوں سے کُلاً یا جزءاً انحراف بھی کرو، اس کے قانون کی خلاف ورزی بھی کرو، اپنے آپکو اس کے آداب اور اس کے ضوابط کی پابندی سے مستثنیٰ بھی کر لو اس کے طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تم میں منافقانہ خصائل پیدا ہوں، خلوص نیت سے تمہارے دل خالی ہو جائیں، تمہارے قلوب میں کسی مقصد کیلئے گرم جوشی اور راسخ عزم نہ پیدا ہو سکے، فرض شناسی، اتباع قانون اور باضابطگی کے اوصاف سے تم عاری ہو جاؤ، اور تم میں یہ صلاحیت باقی نہ رہے کہ کسی نظام جماعت کے کار آمد رکن بن سکو۔ ان کمزوریوں اور بدترین عیوب کے ساتھ تم جس جماعت میں بھی شریک ہو گے اس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لعنت بن جاؤ گے، جس نظام میں داخل ہوگے اسے درہم برہم کردوگے، جس تہذیب کے جسم میں داخل ہوگے اُس کے لئے جذام کے جراثیم ثابت ہوگے، جس مذہب کے پیرو ہوگے اس کو مسخ کرکے چھوڑ دوگے۔ ان اوصاف کے ساتھ تمھارے مسلمان ہونے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ جس گروہ کے اصولوں پر تمھارا دل ٹکے اور جس گروہ کے طریقوں کی تم پوری طرح پیروی کر سکو اس میں جا شامل ہو۔ منافق اور نافرمان مسلمانوں سے وہ کافر بہتر ہیں جو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے دل سے معتقد ہوں اور اس کے ضوابط کی پابندی کریں۔

جو لوگ مسلمانوں کے مرض کا علاج تعلیم مغربی اور تہذیب جدید، اور اقتصادی حالات کی اصلاح، اور سیاسی حقوق کے حصول کو سمجھتے تھے وہ غلطی پر تھے، اور اب بھی جو ایسا سمجھ رہے ہیں وہ غلطی کر رہے ہیں۔ بخدا، اگر مسلمانوں کا ہر فرد بی۔ اے، اور پی ایچ ڈی اور بیرسٹر ہو جائے دولت و ثروت سے مالا مال ہو، مغربی فیشن سے از سرتا بقدم آراستہ ہو، اور حکومت کے تمام عہدے اور کونسلوں کی تمام نشستیں مسلمانوں ہی کو مل جائیں، مگر ان کے دل میں نفاق کا مرض ہو وہ فرض کو فرض نہ سمجھیں، وہ نافرمانی سرکشی اور بے ضابطگی کے خوگر ہوں، تو اسی پستی اور ذلت اور کمزوری میں وہ اسوقت بھی مبتلا رہیں گے جس میں آج مبتلا ہیں۔ تعلیم، فیشن، دولت اور حکومت کوئی چیز ان کو اس گڑھے سے نہیں نکال سکتی جس میں وہ اپنی سیرت اور اپنے اخلاق کی ان بنیادی کمزوریوں کی وجہ سے گر گئے ہیں اگر ترقی کرنی ہے اور ایک طاقت ور باعزت قوم بننا ہے تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایمان اور اطاعت امر کے اوصاف پیدا کرو۔ کہ اس کے بغیر نہ تمھارے افراد میں کیرکٹر پیدا ہو سکتا ہے، نہ تمھاری جماعت میں نظم پیدا ہو سکتا ہے، اور نہ تمھاری اجتماعی قوت اتنی زبردست ہو سکتی ہے کہ تم دنیا میں سر بلند ہو سکو۔ ایک منتشر جماعت جس کے افراد کی اخلاقی اور معنوی حالت خراب ہو کبھی اس قابل نہیں ہو سکتی کہ دنیا کی منظم اور مضبوط قوموں کے مقابلہ میں سر اُٹھا سکے۔ پھونس کے پولوں کا انبار خواہ کتنا ہی بڑا ہو، کبھی قلعہ نہیں بن سکتا ؛ (ترجمان القرآن حیدر آباد دکن)

حال ہی میں سندھ کے قدیم شہر موہنجو دارو میں جو آثار قدیمہ برآمد ہوئے ہیں اُن میں کچھ گیہوں بھی تھے۔ جو ایک مقبرے سے نکالے گئے ہیں۔ یہ مقبرہ چار ہزار سال کا بنا ہُوا تھا۔ اور اسوقت کے دستور کے مطابق یہ گیہوں مُردے کی رُوح کے لئے رکھدیئے گئے تھے۔ ایک عیسائی مبلّغ نے انہیں سے چند دانے لیکر بو دیئے اور وہ اُگ بھی آئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سندھ میں اسلامی حکومت

سنہ ۹۰ ہجری میں خلافت کی طرف سے محمد بن ہارون سواحلِ سندھ پر حکمران تھا جزیرہ سراندیپ جو اس زمانہ میں یاقوت کے نام سے موسوم تھا وہاں کے راجہ نے دربار خلافت سے تعلقات پیدا کرنے چاہے۔ کیونکہ اس جگہ کثرت سے مسلمان سکونت پذیر تھے۔ علاوہ ازیں عرب تجار کی آمد و رفت زیادہ تھی۔ اور چونکہ مسلمانوں کو اس شہر میں رہتے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا تھا اس لئے اس اثنا میں بہت سے مسلمان پیوند خاک ہو چکے تھے اور ان کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں لاوارث پڑی ہوئی تھیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان دنوں مسلمانوں کی چاردانگ میں دھاک تھی۔ اور بڑے بڑے بادشاہ اور مہاراجے اسلامی سلطنت کی سطوت و جبروت سے ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ اور ہر ایک والیٔ ملک کی یہ دلی تمنا تھی کہ دربار خلافت سے تعلقات پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ملک کو تقویت رہے۔ چنانچہ راجہ نے انہی خیالات کی بنا پر دربار خلافت سے تقرب حاصل کرنا چاہا۔ اور اس موقعہ کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر تمام یتیم لڑکیوں اور لڑکوں کو تحف و ہدایا کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے جہاز پر سوار کرا کے کوفے کو روانہ کیا۔ جب یہ جہاز سواحلِ سندھ پر پہنچا تو دریائی لٹیروں نے تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ان یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کو مع سامان پکڑ لے گئے۔ اتفاق کی بات دیکھئے۔ کہ جب لٹیرے ان لڑکیوں کو گرفتار کرنے لگے تو ایک لڑکی نے بے تحاشا چلا کر کہا کہ اے حجاج مجھے بچا حجاج اسوقت عراق کا گورنر تھا۔ لوگوں نے جب اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دی تو اس کے دل پر عجیب اثر ہوا۔ اور زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ "کہاں ہیں آیا"

حجاج نے دربارِ خلافت سے فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ ولید نے جواب دیا کہ "یہ مہم بڑی ہے اور مصارف زیادہ آئینگے۔ اور مسلمانوں کی بہت سی جانوں کے تلف ہونے کا اندیشہ بھی ہے" حجاج کو جب یہ جواب ملا تو اس نے ایک دوسری عرضی پھر دربارِ خلافت میں لکھی اور اپنی حکمتِ عملی سے اجازت حاصل کر لی۔

اجازت حاصل کرنے کے بعد حجاج نے راجہ داہر والیٔ سندھ کو لکھا کہ ان یتیم اور بیکس لڑکوں اور لڑکیوں کو ڈاکوؤں اور لٹیروں سے لیکر میرے پاس بھیجدو۔ راجہ داہر نے جواب میں لکھا کہ یتامیٰ کو ڈاکوؤں نے لوٹا ہے جو میری اطاعت اور حکومت سے باہر ہیں۔ حجاج اس خشک جواب سے برہم ہو گیا۔ اور عبد اللہ بن نیسان کو دیبل (سندھ) کی طرف فوج دیکر روانہ کیا۔ عبد اللہ دشمنوں کی سرکوبی کرتا ہوا خود شہید ہو گیا جب حجاج کو عبد اللہ کے شہید ہونے کی اطلاع ملی۔ تو اس کی آتشِ غضب اور بھی بھڑک اٹھی۔ اور اس نے محمد بن قاسم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پندرہ (۱۸) سال کے ایک نوخیز۔ مگر شیر دل بہادر کو اس مہم پر روانہ کیا۔ محمد بن قاسم کے ہمراہ ۶ ہزار شامی سپاہ تھی اور کچھ فوج مقدمۃ الجیش الاسود کے ساتھ تھی۔ یہ بھی محمد بن قاسم سے آملا۔ حاکم مکران بھی چھ ہزار جنگی فوج کے ساتھ انکو آملا۔ محمد بن قاسم اس تمام کو ہمراہ لیکر دیبل (سندھ) کی طرف بڑھا۔ دیبل کو فتح کرلیا۔ والی سندھ بھاگ گیا۔ امن قائم کرنے کے بعد چار ہزار مسلمان آباد کیئے۔ اور جامع مسجد بنوائی۔ اس کے بعد شہر نیرون کی طرف پیشقدمی کی۔ جوانمردی اور بہادری سے اس کو بھی فتح کیا۔ یہاں بھی ایک مسجد بنوائی۔ اور ایک امام اشاعت اسلام کے لئے مقرر کیا۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے حکم سے آگے بڑھ کر سیوستان کو تسخیر کرلیا۔ اس شہر کے انتظام کرنیکے بعد قلعہ سیسم کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ سردار قلعہ نے جان نثاران اسلام کی شمشیر خار اشگاف کی تاب نہ لاکر سرِ تسلیم خم کیا۔ اور قلعہ حوالہ کردیا۔ محمد بن قاسم نے اسی سردار کو یہاں کا حاکم بناکر آگے بڑھنا شروع کیا۔

راجہ داہر والیٔ سندھ کو جب معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم بڑھتا چلا آتا ہے۔ اور والیان شہر اور حکام مطیع ہونے کے علاوہ لشکرِ اسلام کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو اس نے مدافعت کیلئے ایک جرار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو بھیجا چنانچہ سرفروشانِ اسلام جب دریائے سندھ کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تو راجہ داہر کا لشکر مقابل ہوا۔ طرفین کے جوانمردوں نے دل کھول کر دادِ شجاعت دی لیکن جنگ کے اختتام پر راجہ داہر کے عساکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد بن قاسم نے ایک سفارت راجہ داہر کے پاس بھیجی۔ جب سفارت اس کے پاس پہنچی۔ تو وہاں کے دستور کے مطابق سردار سفارت نے تعظیماً سر نہ جھکایا۔ اور نہ سجدہ کیا۔ راجہ نے دریافت کیا۔ سردار نے جواب دیا۔ کہ اسلام میں فرزند توحید کا سر خدائے لم یزل۔ ولایزال کے سوائے اور کے آگے نہیں جھکتا۔

راجہ یہ جواب پاکر انگشت بدنداں رہ گیا۔ اس کے بعد سفارت نے شرائط پیش کیں۔ لیکن راجہ نے شرائط سے انکار کردیا۔ اسلامی سفارت ناکام واپس ہوئی۔ محمد بن قاسم نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ اور دریائے سندھ سے پار اُترنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ جو شہر درمیان میں ہیں۔ ان کو فتح کرلیا جائے چنانچہ سدوسان شہر اپنی بہادری اور حکمتِ عملی سے فتح کیا۔ اس دریا کے پار اُترنے کیلئے کشتیاں فراہم کی گئیں۔ اور پل بناکر دریا کو عبور کیا۔ دونو طرف گھمسان کا رن پڑا۔ اور بہادران اسلام نے اپنی بہادری سے شہر نیرون فتح کرلیا۔ اور سرفروشانِ اسلام آگے بڑھنے ہی کو تھے۔ کہ راجہ داہر کا لڑکا ایک جرار لشکر لیکر نبرد آزما ہوا۔ بڑے زور شور سے لڑائی ہوئی۔ لیکن راجہ داہر کا بیٹا بھاگ نکلا۔ بہادرانِ اسلام کے حوصلے بلند ہوگئے۔ اور بڑھتے بڑھتے جے پور میں خیمہ زن ہوئے۔ راجہ داہر کو خبر ملی تو رادر کے قلعہ میں جاکر پناہ گزین ہوا محمد بن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو رادر کا محاصرہ کرلیا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد راجہ داہر کی فوج قلعہ سے نکلی اور سرفروشان اسلام کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ اور ایسا میدان کارزار گرم ہوا کہ شجاع نامی عربی فوج کا ایک بہادر سپاہی بھی شہید ہوگیا۔ اس سے بہادرانِ اسلام کے جذبات اور مشتعل ہوگئے۔ محمد بن قاسم نے وہ شجاعت دکھائی کہ

کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ لیکن راجہ خود ہاتھی پر سوار تھا۔ اور اس کے سامنے ہاتھیوں کی قطار تھی جو فولادی دیواروں کی طرح درمیان میں حائل تھی۔ لشکر اسلام نے ہاتھیوں پر آگ برسانی شروع کی۔ ہاتھی ایسے
ـے کہ بدحواس ہوکر بھاگے۔ اور اپنے ہی آدمیوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ اب بہادران اسلام راجہ کے خیموں تک پہنچ گئے ٭ (حمایت اسلام لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلے کا نیا لٹریچر

چشمۂ عرفان سید حبیب مالک اخبار سیاست نے ایک سلسلہ مضامین عقائد احمدیت کے متعلق شائع کیا تھا جو بعد میں تحریک قادیان کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا ہے سید صاحب نے اس میں ہر قسم کے اعتراضات جمع کر دیئے۔ ان کا جواب اس کتاب میں مفصل و مدلل دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے سلسلے کے دو محترم نوجوان فاضلوں نے لکھی ہے اور بک ڈپو تالیف و اشاعت نے شائع کی۔ حجم ۳۵۴ صفحے تقطیع $\frac{20\times26}{8}$ نفیس کاغذ۔ عمدہ طباعت۔ خوشنما کتابت منگوا کر فائدہ اُٹھایئے قیمت ایک روپیہ

ہمارا مذہب حیدر آباد دکن کے پروفیسر الیاس برنی نے کچھ رسالے قادیانی مذہب۔ قادیانی حساب۔ قادیانی جماعت کے نام سے لکھے ہیں اور اس میں سلسلہ کی کتابوں کے حوالے کچھ ایسی قطع و برید اور ترتیب سے دیئے ہیں کہ ناواقف کو مغالطہ ہو سکتا ہے محترم مولانا علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل نے کافی و وافی تسلی بخش جواب دیا ہے اور ہر قسم کی غلط فہمیوں اور مغالطوں کا ازالہ فرمایا ہے۔ $\frac{20\times30}{8}$ یہ کتاب بھی بک ڈپو ہی نے چھپوائی ہے۔ اس کا کاغذ لکھوائی چھپوائی اعلیٰ ہے حجم ۲۰۴ صفحے قیمت صرف ۸ر

اظہار الحق مقدمہ بہاولپور میں مخالف مولویوں کی اجتماعی کوشش سے جو جرح ہوئی اور سلسلہ احمدیہ پر اعتراضات کیے گئے۔ مولانا مجاہد نے اپنے بیان میں ان سب کا جواب دیا ہے در اصل یہ ایک مستقل کتاب ہے جو منکرین سلسلے کا جواب لاجواب ہے۔ ہر قسم کے حوالے جن میں سے کئی ایک نادر ہیں اس میں جمع ہیں۔ عربی عبارات پر اعراب ہیں باوجود اتنے بڑے حجم کے قیمت ۱۲ر اعلیٰ کاغذ عہ ملنے کا پتہ مولوی غلام مصطفےٰ مجاہد منزل دار الرحمت قادیان

مکمل تبلیغی پاکٹ بک کہنے کو تو پاکٹ بک ہے مگر سلسلے کے تمام لٹریچر کا جو مناظرات کے متعلق ہے اس میں خلاصہ آگیا ہے حضرت خادم گجراتی جو سلسلہ کے مشہور مبلغ و کامیاب مناظر ہیں ان کی مساعی جمیلہ کا اس میں بہت حصہ ہے۔ تمام مذاہب کے متعلق بالخصوص احمدیت کے لئے اس میں ذخیرہ ہے ہر احمدی کو اپنے پاس یہ نادر کار آمد مجموعہ حوالجات رکھنا چاہیئے قیمت عہ قسم دوم عہ مجلد کے لئے ۴ر زائد۔

بستان احمد در ثمین اردو حضرت مسیح موعودؑ کا تمام کلام۔ **کلام محمود** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا کلام ہدایات القیام گلدستۂ عرفان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظموں کا مجموعہ۔ مجلد ۱۴ر میں منگوا لیجئے۔ یہ دونوں کتابیں کتاب گھر قادیان سے ملینگی۔

احمدی جنتری ۱۹۳۵ء برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب نے حسب معمول سال نو کی جنتری شائع کی ہے جس میں تبلیغی معلومات بھی کافی ہیں قیمت ڈھائی آنے صرف ۲؁

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔کے برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD)

بھولے بھی نہ چوکیے

REGD

دلاربا
(کولا ٹانک)

دماغ۔ رگوں۔ پٹھوں کو قوی اور تھکاوٹ دور کرنیکی لاجواب دوا۔ تھکے ماندے اور سوکھے جسم کو تروتازہ رکھنے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ دم کو بڑھاتا۔ شراب وافیون چھوڑاتا۔ اور گلے کی آواز کو سریلا بناتا ہے۔ گانے والوں۔ محنت کرنے والوں اور طالب العلموں کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ دو آنہ عہ
محصول ڈاک سات آنہ ۷ر

ابلاری
(امراض مستورات کی دوا)

سیلان الرحم اور حیض کی خرابیوں کو دور کرنیکی بے نظیر دوا ہے۔ کمزور حمل کے نقائص کو مٹا کر جسم کو قوی کرتی ہے۔ برسوں کی آزمودہ ہے۔ اس دوا کے استعمال سے سیلان الرحم کے نقصوں کے علاوہ کمر۔ پیڑو۔ جانگھ اور سر وغیرہ کے درد کو بہت جلد دور کرتی ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ ؎۸
محصول ڈاک دس آنہ ۱۰ر

ڈابر جنتری ۱۹۳۵ء بلاقیمت مفت منگا کر ملاحظہ کیجئے

نوٹ:۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ گورداسپور کے ایجنٹ شیخ محمد وارث مرچنٹ

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)